بوستانِ فلک

بابِ غم

نوحہ جات

سلام

قطعات

حجۃ الاسلام والمسلمین
مولانا سید غافر رضوی فلکؔ چھولسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بوستانِ فلکؔ

(بابِ غم)

کاوش

مولانا سید غافر رضوی فلکؔ چھولسی

ناشر: ساغر علم فاؤنڈیشن (دہلی)

مشخصات کتاب:

نام کتاب	:	بوستانِ فلکؔ... بابِ غم (نوحہ جات، سلام وقطعات)
کاوش	:	مولانا سید غافر رضوی فلکؔ چھولسی
سال اشاعت	:	اشاعت اوّل ... ۱۴۴۲ھ / ۲۰۲۰ء
ناشر	:	ساغرِ علم فاؤنڈیشن (دہلی)
پیشکش	:	پیام اسلام فاؤنڈیشن (چھولس سادات)

نوٹ: جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

﴿فہرست مطالب﴾

رموزِ دل ۹
تقریظ ....مولانا افضال حسین صاحب قبلہ (نوگانواں) ۱۳
تقریظ............علامہ سید علی رضا رضوی صاحب قبلہ (لندن) ۱۵
تقریظ............مولانا ظہور مہدی مولائی صاحب قبلہ (قم۔ایران) ۱۷
تقریظ............مولانا علی عباس حمیدی صاحب قبلہ (دہلی) ۱۹

﴿حصہ نوحہ جات﴾

مدینہ سے سفر............نبی کا لاڈلا یثرب سے کر رہا ہے سفر............ ۲۳
ابن عقیل کا ماتم............ہائے مسلم بن عقیل............ ۲۷
محرم کا چاند............فلک پر چھائی ہے سرخی اداسی میں قمر ڈوبا............ ۳۱
فرش عزائے شبیر............قدسیوں میں بچھ گیا فرشِ عزا شبیر کا............ ۳۳
قتیل العبرۃ حسین............مدد مشکلکشا زہرا جایا قتل ہوتا ہے............ ۳۵
قتل الحسین مظلوما............قُتِلَ الْحُسَیْنُ مَظْلُوماً ذُبِحَ الْحُسَیْنُ مَظْلُوماً............ ۳۷
مظلوم کا لاشہ............زمیں ہے گرم بے گور و کفن لاشہ برادر کا............ ۳۹
یَا اَبطَالَ الصَّفَا............یَا اَبطَالَ الصَّفَا وَ یَا فُرسَانَ الْھَیْجَاء............ ۴۱
فریاد زینب............اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ اَلْاَمَانُ............ ۴۵
نامۂ حسین، ابن مظاہر کے نام............شہ نے حبیب ابن مظاہر کو خط لکھا............ ۴۹
فریادِ سکینہ (فارسی و اردو نوحہ)............کہاں ہو عمو............ ۵۳
ہائے عباس............دل سوز واقعہ یہ مقاتل میں ہے لکھا............ ۵۵
ہائے میرا عباس............التجا کرتے ہیں ہم تجھ سے خدایا سن لے............ ۵۹

ہائےنوجواں اکبر..................ہائے نوجواں اکبر ہائے نوجواں اکبر..................۶۳

برچھی کی انی..................برچھی کی انی سینۂ اکبر میں چھپی ہے..................۶۵

ماں کے گل تر قاسم..................اے مرے نورِ نظر اے مرے دلبر قاسم..................۶۷

تیرہ سال کا مظلوم..................قاسم...قاسم... مادر کے جگر قاسم..................۶۹

زینب کے دلارے..................ہئے عون ومحمد ہئے عون ومحمد..................۷۱

اے نورِ نظر اصغر..................اصغر...اصغر...اے نورِ نظر اصغر..................۷۳

گود کے پالے اصغر..................اے مرے لعل مرے ہنسلیوں والے اصغر..................۷۷

ماں اور گہوارہ..................ماں جھولے سے لپٹی ہے دعا مانگ رہی ہے..................۷۹

ننھی لحد..................اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنُ..................۸۱

ننھا مجاہد..................کہا مادر نے یہ رو کر علی اصغر علی اصغر..................۸۳

شام غریباں..................وہ شامِ غریباں سونا بَن ، زینب کا وہ پہرہ مقتل میں..................۸۵

تھک گئی ہے سکینہ..................یَا بُنَیَّ اِلَیَّ اِلَی...میری بچی مرے پاس آجا..................۸۷

لہو میں تر اصغر کا کُرتہ..................شبِ غربت سکینہ کا یہ گونجا مرثیہ بابا..................۸۹

خط صغریٰ (شکوۂ صغریٰ)..................بیمارِ مدینہ نے یہ لکھا مرے بھیا..................۹۱

خط صغریٰ کا جواب..................مجبور ہوں صغریٰ مجبور ہوں صغریٰ..................۹۵

ہائے غضب..................لٹ گئی سلطنت شاہِ زمن ہائے غضب..................۹۷

قلزم اشک..................آنسو بہائیں فاطمہ جا کر کہاں کہاں..................۹۹

گریۂ فلک..................گلوئے بے زباں کو چوم کے تیر وکماں روئے..................۱۰۱

سجاد کیا کیا لے چلے..................تحفہ سجادِ حزیں کرب وبلا کا لے چلے..................۱۰۳

سوکھی زبانیں..................کوئی غم کھائی ماں کربل میں ہے محوِ فغاں اب تک..................۱۰۵

اے امّ حبیبہ..................اے امّ حبیبہ اے امّ حبیبہ..................۱۰۷

بے کفن جنازہ..................بے گور و بے کفن ہے جنازہ حسین کا..................۱۰۹

بازارشام.........................عابد پہ کیسے کیسے مصائب گزر گئے..۱۱۱

شبیر کا ماتم.........................جہاں میں ہو رہا ہے عابدِ دلگیر کا ماتم..۱۱۳

زندان شام اور سکینہ.........................رو کے کہتی تھی یہ سرور کی یتیمہ دختر..۱۱۵

بالی سکینہ لہولہو.........................کچھ یوں ہوئی ہے بالی سکینہ لہولہو..۱۱۹

خوابیدۂ زندان.........................یہی تھا دختر سرور کا نوحہ قید خانہ میں..۱۲۱

میں ہوں سکینہ.........................میں ہوں سکینہ شہ کی یتیمہ..۱۲۳

میں سکینہ ہوں.........................میں سکینہ ہوں زمانہ والو!..۱۲۷

شہدائے کربلا کا چہلم.........................ماتم کرو کہ آج ہے چہلم حسین کا..۱۲۹

اہل حرم کی مدینہ واپسی.........................مَدِینَةُ جَدِّنَا لَا تَقْبَلِینَا...رو کے نانا سے نواسی نے کہا..۱۳۱

یثرب میں داخلہ.........................کرب و بلا کے بن میں گھر بار لٹ چکا ہے..۱۳۳

ہائے غریب.........................تمہاری آل پہ کیا کیا گزر گئی نانا..۱۳۵

مدینہ واپسی.........................اک بہن آن کے یثرب میں یہ کرتی ہے بکا..۱۳۹

علی کی لاڈلی بیٹی زینب.........................فلکؔ مرقوم میں کیسے کروں غمگین وہ منظر..۱۴۱

ہائے رسول خدا.........................ہائے رسول خدا ہائے رسول خدا..۱۴۳

شہید کوفہ علی.........................مومنو! حیدر صفدر نے شہادت پائی..۱۴۵

انا یتیم.........................شِیعَتُكَ بَعْدَكَ حَيْدَرُ يَتِيم..۱۴۷

اٹھارہ سال کی ضعیفہ.........................بعدِ نبی محال ہے جینا بتول کا..۱۴۹

نبی کی یاد.........................نبی کی یاد میں پڑھتی ہے مرثیہ زہرا..۱۵۱

مصائب فاطمہ.........................نَاحِلَةَ الْجِسْمِ يَعْنِيْ..۱۵۳

ہائے فاطمہ.........................نوحہ گر ہیں زمین و زماں فاطمہ..۱۵۵

ہائے مولا حسن.........................مولا حسن کو زہرِ ہلاہل پلا دیا..۱۵۷

ہائے جعفر صادق.........................ہائے جعفر صادق ہائے جعفر صادق..۱۵۹

اداسی.....................غمگیں بقیع ہے تو مدینہ اداس ہے...............................۵۵
آہ جنت البقیع ....نوحہ کناں ہے آلِ پیمبر بقیع میں...............................۱۶۳
ہائے جنت البقیع ....ہائے جنت البقیع ہائے جنت البقیع...............................۱۶۵
غریب سامراء.....................ہائے حسن عسکری ہائے حسن عسکری...............................۱۶۷
مادرِ امؑ ابیہا.....................جنازہ اٹھ رہا ہے مادرِ امؑ ابیہا کا...............................۱۶۹
انجمن گلزار ہاشمی.....................گلزارِ ہاشمی ہے یہ گلزارِ ہاشمی (صدا)...............................۱۷۱

﴿حصہ سلام﴾

فلک کی گدائی.....................ہمارا کوئی سہارا نہیں سوائے علی...............................۱۷۵
کربلائی فلک.....................ایسے حر آیا کیا شاہِ ہدیٰ کے سامنے...............................۱۷۷
جنت کا ٹکڑا.....................اشک کی صورت میں زخموں کا مداوا مل گیا...............................۱۷۹
صبر سجاد علیہ السلام.....................مکتب دین پیمبر کی بقا سجاد سے...............................۱۸۱
وفائے عباس علیہ السلام.....................مسلکِ توحید رب کا آئینہ عباس ہے...............................۱۸۳
غربت زینب سلام اللہ علیہا.....................مرضی خالقِ یکتا کی کرن ہے زینب...............................۱۸۵
شور ماتم.....................گونجی ماتم کی صدا جب بھی عزاداروں میں...............................۱۸۶
خون بھرا سجدہ.....................انوکھا رکھ دیا خالق نے یہ معیار سجدہ میں...............................۱۸۷
فرش عزا.....................خونِ ایثار و وفا کی روشنی فرشِ عزا...............................۱۸۸
ماتم دار تک.....................طائرِ تفکیر پہنچا دے مجھے اس دار تک...............................۱۸۹
حسین ہے میرا.....................نبوتوں کا خلاصہ حسین ہے میرا...............................۱۹۰
سجدۂ فلک.....................یوں فلک کرتا ہے سجدہ کربلا کی خاک پر...............................۱۹۱

﴿حصہ قطعات﴾

انتظارِ محرم....................۱۹۵
شامِ کربلا....................۱۹۵
مجلس عزا....................۱۹۶
صدائے غیبی....................۱۹۶
نامِ اصغر....................۱۹۷
علم....................۱۹۷
فلک کی پسند....................۱۹۸
عزاخانہ....................۱۹۸
رشکِ فلک....................۱۹۹
تعظیم فلک....................۱۹۹
شکریہ سجاد....................۲۰۰
شریعت کا بھرم....................۲۰۰
تاریخ صبر....................۲۰۱
یا سجاد....................۲۰۱
شبیہ رسول....................۲۰۲
بارگاہ رضا علیہ السلام....................۲۰۲
امام رضا علیہ السلام....................۲۰۳
معراجِ صبر سجاد....................۲۰۳
شمعِ کربلا....................۲۰۴
قلب فلک....................۲۰۴

☆☆☆

انتساب...

اس مظلوم بہن کے نام جو مدینہ سے چلتے وقت اپنے چہیتے بھائی ''حسینؑ'' کا کفن لانا بھول گئی اور جب سرزمین کربلا کی تپتی زمین پر حسین مظلومؑ کا بے گور وکفن لاشہ نظر آیا تو دل زینبؑ سے ایک فریاد بلند ہوئی: ؎

چہیتے بھائی میں ہر چیز لائی تھی مدینہ سے ... کفن لائی نہ اپنے ساتھ، ہے تقدیر کا ماتم

زینبؑ نے لاش حسینؑ کی غربت دیکھ خود کو ناقہ سے زمین پر گرادیا، اے نانا! آپ پر ملائکہ نے نماز پڑھی لیکن یہ حسینؑ...خاک وخون میں غلطاں.....بے گور وکفن... ؎

''گر قبول افتد زہے عز وشرف''

رموزِ دل

بِاسْمِ رَبِّ الشُّعُوْرِ

خداوندایز دمنان کا نہایت شکرگزار ہوں کہ اس نے محمدؐ وآل محمدؐ کے طفیل میں مجھ سے حقیر وذلیل بندہ کو اس قابل بنایا کہ فن شاعری میں مہارت حاصل کرسکوں۔ البتہ میری بابت یہ لفظ مہارت، ابھی مجازی ہے کیونکہ شاعری میں حقیقی مہارت رکھنے والے شعراء کو استاد کہا جاتا ہے اور میں طفل مکتب کے سوا کچھ نہیں ہوں۔

میرا تعلق چھولس کی اس زرخیز زمین سے ہے جس نے عوام الناس کو علماء، ذاکرین، خطباء، مرثیہ خوان، تحت خوان، نوحہ خوان، منقبت خوان، ڈاکٹر اور انجینئر غرض تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے ذخیرے عنایت کیئے۔

میرا مختصر تعارف:

نام: سید غافر حسن رضوی (صاحب رضا)
ولدیت: سید احسن رضا رضوی
تخلص: فلکؔ چھولسی
تاریخ ولادت: ۲/جنوری ۱۹۸۳ء
مقام ولادت: چھولس سادات (عباس نگر) ضلع نوئیڈا
تعلیم: فاضل، معلّم، ڈبل ایم اے (فارسی)
قیام: جامعہ نگر، اوکھلا، نئی دہلی
مشغولیت: تحقیقی ادارہ، ایران کلچر ہاؤس (دہلی)

میری شاعری کا مختصر خاکہ:

میری ولادت ایک دیندار گھرانہ میں ہوئی، میں نے جب سے ہوش سنبھالا تب سے اپنے والدین اور اپنے بھائی بہنوں کو صوم وصلاۃ کا پابند پایا اور ان کے دلوں سے امنڈتے ہوئے عشق اہلبیت علیہم السلام کے سمندر کی طغیانیوں کا مشاہدہ کیا۔ چونکہ میری پرورش ایسے ماحول میں ہوئی لہٰذا میرے وجود پر بھی عشق اہلبیت علیہم السلام کا رنگ دن بہ دن چڑھتا گیا۔

میرے بچپن کا عالم تھا، ہمارے یہاں موجود مدرسہ ''جامعہ رضویہ'' میں ایک تاریخی جشن ''جشن علمدار کربلا'' کا آغاز ہوا جس کو بعد میں ''عباس ڈے'' کے نام سے یاد کیا جانے لگا۔اس جشن میں ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے اچھے سے اچھے شعراء کو دعوت کلام دی جاتی تھی۔اس جشن کے طفیل بچپن میں ہی ایک سے ایک اعلیٰ کلام سننے کو ملے اور ایک سے ایک اچھے شاعر کا دیدار نصیب ہوا۔

اسی جشن کی بدولت میں نے شاعری شروع کی۔میں صرف پندرہ سال کا تھا کہ میرے دل میں شاعری کا جذبہ جوش مارنے لگا اور میں شاعری کے میدان میں کود پڑا۔چھولس سادات کے امام جمعہ، ہمارے استاد محترم نیز جامعہ رضویہ کے پرنسپل حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید شمشاد احمد رضوی صاحب قبلہ گوپالپوری کی ترغیب اور شفقت کے زیر سایہ میں نے شاعری کا سفر شروع کر دیا۔

شاعری کے میدان میں بھی میں نے اپنا استاد انہی کو بنایا جو صنف روحانیت میں میرے استاد تھے یعنی میں پہلے مولانا شمشاد احمد صاحب قبلہ سے اپنے کلام کی اصلاح لیتا تھا اور پھر کلام پڑھا کرتا تھا۔مولانا موصوف کی زیر سرپرستی میدان شاعری میں استعارہ کے تیر چلانا، مدحت کے پھول برسانا اور تبرّیٰ کے بھالے چھبونا سیکھ گیا اور آہستہ آہستہ اس میدان میں ترقی کے مراحل طے کرتا گیا۔

میں منطق مظفر اور شرح لمعہ کی تعلیم میں مصروف تھا کہ قم المقدسہ کی پاکیزہ سرزمین نے میرے ضمیر کو صدا دی جس کی صدا پر لبیک کہتا ہوا راہی ایران ہو گیا۔

ایران میں جانے کے بعد میری روحانی تعلیم کا سلسلہ تو شروع ہو گیا لیکن میدان شاعری کے استاد کی تلاش جاری تھی، میں نے اپنے بزرگ اور محترم ''مولانا علی عباس حمیدی صاحب قبلہ چھولسی'' سے گفتگو کی تو انہوں نے میرا تعارف، میدان شاعری کے شہسوار ''مولانا ظہور مہدی مولائی صاحب قبلہ'' سے کرایا۔اسی وقت سے میں نے مولانا ظہور صاحب کا دامن تھام لیا اور جب بھی نیا کلام لکھتا تھا موصوف کی خدمت میں حاضر ہو کر اصلاح لیتا تھا اور محفل میں پڑھا کرتا تھا۔

میں ۲۰۰۰ء سے تقریباً ۲۰۱۴ء تک مولانا ظہور مہدی مولائی صاحب سے ہی اصلاح لیتا رہا، موصوف کی شفقت نے مجھے شاعری کا اصل مفہوم سمجھایا اور ہمیشہ الفاظ کے نشیب و فراز سے آگاہ کیا، مولانا کی میرے کلام پر اصلاح ایسی ہوتی تھی کہ واقعاً اصلاح کا حق ادا ہوتا تھا۔

اگر میں یہ کہوں تو شاید غلط نہ ہو کہ شاعری میں میرے صرف دو ہی استاد ہیں جن کی خدمت میں میں نے با قاعدہ طور پر زانوئے ادب تہہ کئے ہیں، چھولس میں ہمارے مہربان وشفیق استاد ''مولانا سید شمشاد احمد رضوی گوپالپوری'' اور سرزمین قم پر ''مولانا ظہور مہدی مولائی بجنوری''۔ میں تہہ دل سے ان دونوں اساتذہ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے شاعری کے فلکؔ کی سیر کرائی اور آج آپ کے سامنے میرا مجموعۂ کلام ''بوستان فلکؔ'' حاضر ہے۔

بوستانِ فلکؔ کو میں نے تین ابواب میں تقسیم کیا ہے: (۱) باب مناقب: اس باب میں قصیدے، مسدس، فضائل و مناقب، سہراجات اور فضائلی قطعات شامل کئے گئے ہیں۔ (۲) باب غم: اس باب میں نوحہ جات، سلام اور غمگین قطعات شامل ہیں۔ (۳) باب غزل: اس باب میں غزلیات، نظمیں، مثنویات اور حالات حاضرہ کے متعلق متفرق اشعار موجود ہیں۔ یہ تینوں ابواب قارئین کرام کے لئے الگ الگ صورت میں بھی دستیاب ہو سکتے ہیں اور ایک مجموعہ کی صورت میں بھی پیش کرنے کی مکمل کوشش رہے گی۔

میں نے اپنی شاعری کی ابتدا منقبت سے کی کیونکہ میری شاعری جشن علمدار کربلا کی مرہونِ منت ہے تو ظاہر سی بات ہے کہ جشن میں منقبت ہی ہوتی ہے نوحہ یا سلام نہیں ہوتا۔ میرا پہلا کلام جناب عباس علیہ السلام کی شان میں منقبت لکھنا قرار پایا لیکن پھر میں آہستہ آہستہ شاعری کے میدان میں لڑکھڑا کر سنبھلنا سیکھ گیا اور پھر شاعری کی تقریباً تمام اصناف میں طبع آزمائی کی سعادت حاصل کی۔ منقبت کے علاوہ میں نے حمد، نعت، قصیدہ، سلام، قطعات، نوحہ، مرثیہ، غزل اور نظم جیسی اصناف میں بھی طبع آزمائی کی اور میری وہ کاوشیں قارئین کرام کی خدمت میں سوشل میڈیا کے ذریعہ پہنچتی رہی ہیں۔ قم المقدسہ میں رہتے ہوئے مجھے بہت زیادہ محفلوں میں شرکت کے مواقع فراہم ہوئے، میری یہی کوشش رہتی تھی کہ دیئے گئے مصرعہ پر طبع آزمائی کروں اور میں اپنی کوشش میں نناوے فیصد کامیاب بھی ہوتا تھا اور تقریباً تمام ان محافل میں شرکت کرتا تھا جہاں جہاں مجھے مدعو کیا جاتا تھا۔

محفلوں کے علاوہ جب اینڈرائڈ موبائل عام ہوا اور واٹسپ نے پوری دنیا پر اپنا قبضہ جمالیا تو باذوق افراد کی جانب سے متعدد گروپس بنائے گئے جو شاعری سے مخصوص تھے، ان گروپس میں طرح طرح سے طبع آزمائی کا موقع ملتا تھا، خود میں نے بھی ایک گروپ بنایا تھا جس کا نام ''بزم اہلبیتؑ'' رکھا، اس میں ہر ہفتہ ایک نیا مصرع دیا جاتا تھا جس پر شعرائے کرام کو طبع آزمائی کا موقع ملتا تھا۔ اس گروپ میں میدان شاعری کے چند اساتذہ کو گروپ ایڈمن بنایا گیا تا کہ وہ شعراء کو ایڈ کریں۔ اس گروپ میں مناسبت کا خیال رکھا جاتا تھا یعنی اگر اس ہفتہ میں کوئی

مناسبت ہے تو اسی اعتبار سے مصرع دیا جاتا تھا، غم کا موقع ہوا تو غمگین مصرع جس پر سلام یا نوحہ لکھا جاتا تھا اور اگر خوشی کا موقع ہوا تو محفل کا مصرع جس پر منقبت لکھی جا سکے اور اگر کوئی مناسبت نہیں ہوتی تھی تو اہلبیتؑ میں سے کسی ایک کی شان میں مصرع دیا جاتا تھا۔ اس گروپ کا یہ فائدہ ہوا کہ اس سے متصل شعراء کے پاس کافی ذخیرہ ہوگیا، قطعہ، سلام، نوحہ اور منقبت وغیرہ کا ذخیرہ جو دنیا و آخرت میں ثواب کا ضامن ہے۔ کچھ مصروفیات کی بنا پر مجھے وہ گروپ دوسرے اساتذہ کے سپرد کرنا پڑا جس کی وجہ سے میرا تعلق اس گروپ سے ختم ہوگیا اور کچھ مدت بعد میں ایران کو ترک کر کے اپنے وطن واپس آ گیا۔ شاعری کے میدان میں بزم اہلبیتؑ کے علاوہ ''بزم شعراء'' اور ''حلقۂ ارباب ذوق'' قابل ذکر ہیں، ان دونوں گروپس میں بھی میری کافی سرگرمی رہی اور آئے دن اپنے کلام ان گروپس کے ذریعہ لوگوں تک پہنچاتا رہا۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ابتدائے شاعری میں میرا تخلص ''غافرؔ'' ہی تھا لیکن چونکہ یہ عربی لفظ ہے اور اس کا تلفظ کرنا نہایت مشکل مرحلہ ہے لہٰذا میں نے کافی غور و تدبر کے ساتھ ۲۷ر ستمبر ۲۰۱۶ء بمطابق ۲۴ر ذی الحجہ ۱۴۳۷ھ مباہلہ کی مبارک تاریخ میں، اپنا تخلص ''غافرؔ'' سے تبدیل کر کے ''فلکؔ'' منتخب کیا تاکہ دوسرے لوگوں کو ادا کرنے میں آسانی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ میرے کچھ کلاموں میں ''غافرؔ'' تخلص ملے گا اور کچھ کلاموں میں ''فلکؔ'' ملے گا میری کوشش یہی تھی کہ سارے کلاموں پر نظر ثانی کر کے مقطع میں اپنا جدید تخلص ''فلکؔ'' ہی لکھ دوں لیکن قلت وقت کے باعث اس ارادہ میں کامیابی نہ مل سکی۔ البتہ جہاں تک توفیق حاصل ہوئی اور نظر ثانی کر سکا ان کلاموں میں ''غافرؔ'' کی جگہ ''فلکؔ'' تخلص کر دیا ہے لیکن بعض کلاموں میں پھر بھی وہی ''غافرؔ'' تخلص نظر آئے گا، اس کی بابت معذرت خواہ ہوں۔ میرا مجموعۂ کلام ''بوستانِ فلکؔ۔ باب غم (نوحہ جات، سلام وقطعات)'' پیش خدمت ہے، امید ہے کہ قارئین کرام کلاموں میں موجود نشیب و فراز کو دامنِ عفو میں جگہ عنایت فرمائیں گے۔ خداوند عالم سے دست بہ دعا ہوں کہ پرودگار عالم! میری اس ناچیز سی سعی کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما، میری توفیقات میں مزید اضافہ فرما اور مومنین کرام کو اس سے مستفیض ہونے کی توفیق مرحمت فرما۔ ''آمین''۔

والسلام احقر العباد: سید غافر رضوی فلکؔ چھولسی

ڈی ڈی اے، جسولہ وہار، نئی دہلی، بلوک C-417

۲۸ر صفر ۱۴۴۲ھ بمطابق ۱۶ر اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

تقریظ

مولانا افضال حسین صاحب قبلہ بجنوری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

برادرعزیزم حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا غافر صاحب قبلہ کی شاعری کے نمونے بندہ کوشدہ شدہ واٹسپ پر نظرنواز ہوئے، پڑھ کر دل کو بڑی مسرت ہوتی تھی۔آپ نے شاعری کے ہر میدان میں طبع آزمائی فرمائی ہے: سلام، منقبت، رباعیات،غزلیات،نوحے،نظم اورقصیدے۔

اس دور میں جب کہ قصیدہ کم ہی لکھا اور پڑھا جاتا ہے زیادہ تر منقبت ہی سے کام چلاتے ہیں مگر میں نے موصوف کے ایک دوقصیدے دیکھے جواپنے تمام لوازمات یعنی تشبیب ، گریز، مدح اور دعا کے درافشاں تھے۔

کلام میں شاعری کے تمام قوانین وشرائط کی رعایت کرتے ہوئے بھی کلام میں فصاحت و بلاغت کا اہتمام بھی ہےاور سلاست وسادگی الفاظ کی رعایت بھی۔آپ کی شاعری میں جہاں منظر جھلکتا ہے وہیں پس منظر بھی نظر آتا ہے۔ان تمام باتوں کے باوجود آپ کی شاعری کامحورومرکز ولائے اہلبیتؑ ہی ہے۔کسی عنوان پر بھی قلم اٹھایاہدف مدحِ آل محمدؐاورنوجوانوں کواکثر دعوت علم وعمل بھی دیتے ہیں....

ایسامحسوس ہوتا ہے کہ جیسے قدرت نے سرزمینِ چھولس پرشاعری کے فلک کو ہر بار کوتبلیغ ورحمت کا سائبان بنادیا ہو! جب جب میں نے آپ کے کسی کلام کو دیکھا تو یوں محسوس ہوا کہ جیسے طوطی بوستانِ اہلبیتؑ اپنی پوری رعنائیوں کے ساتھ چہک رہاہواورفرشِ زمین کو''بوستانِ فلکؔ'' بنادیا ہو۔اس کمسنی میں کلام میں پختگی کا یہ عالم ہے کہ ہرشعراستادانہ شان رکھتا ہے۔

جب آپ کی غزلوں پرنظر پڑی تو ہرمصرع طرح دار پایااور ہرشعرمیں کہیں لیلیٰ ومجنوں کی دیوانگی نظرآتی ہے تو کسی شعرمیں قیس وفرہاد کا جنون کارفرماں ہے۔کہیں یوسف وزلیخا کاطرزِعشق،کہیں عیسیٰ ومریم کی پاکدامنی ہے تو

کہیں عصمت زہرا کی گواہی....

ایک طرف انسان کی اشرف مخلوقیت کا تذکرہ ہے تو دوسری طرف صفت حیوانی کی برہنگی اور دیدہ دری مختصر یہ کہ آپ کے کلام میں کتنے محاسن پائے جاتے ہیں یہ تو صاحبان علم ونظر آپ کے مجموعۂ کلام کو ملاحظہ فرما کر اندازہ لگائیں گے چونکہ ہمارے سامنے موصوف کے سارے کلام نہیں ہیں اور جو کلام پڑھے تھے وہ بھی صحیح طرح سے ذہن نشین نہیں ہیں لیکن جو خاکہ ان کی شخصیت اور کلاموں کا میرے ذہن میں موجود ہے اسی کے مطابق چند بے ترتیب جملے سپرد قرطاس کر دیئے ہیں۔

لہٰذا میں یہ کہہ کر بات تمام کرتا ہوں کہ...

میں سمجھتا ہوں ہر بڑا شاعر مشہور نہیں ہوتا اور ہر مشہور شاعر بڑا نہیں ہوتا بلکہ کلام کے اوصاف ہی شاعر کو بزرگی اور بلندی عطا کرتے ہیں۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ رب کریم برادر عزیزم مولانا سید غافر رضوی فلکؔ چھولسی صاحب کی تمام کاوشوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور آپ کے مجموعۂ کلام کو محبوب قلب ونظر خاص وعام قرار دے۔’’آمین یاربَّ العالمین‘‘

ناچیز افضال حسین

مدرّس باب العلم نوگانواں سادات

تقریظ

علامہ سید علی رضا رضوی قبلہ چھولسی (مقیم لندن)

اَعُوذُ بِاللّٰہ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

امابعد:

منطق کی رو سے صناعات پانچ ہیں:

(۱)برہان (۲)خطابت (۳)شاعری

(۴)مناظرہ (۵)مغالطہ۔

شاعری کا تعلق خیال سے ہے اور اس کی افادیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ ہر باذوق انسان پر اثرانداز ہوتی ہے۔

قدیم الایام سے شاعری رائج رہی ہے اور ہر زبان میں نثر کے ساتھ ساتھ نظم بھی موجود رہی ہے۔ جس طرح عربی زبان میں فقہ واصول میں اجتہاد ہوتا ہے، فارسی میں فلسفہ اور کلام میں اجتہاد ہوتا ہے، عین اسی طرح اردو میں خطابت اور شاعری میں اجتہاد ہوتا ہے۔

شاعری کی صنف نے نہایت خوبصورتی سے ادب کی خدمت انجام دی ہے۔ شاعری میں زینت اس کے استعارہ اور قوافی سے پیدا ہوتی ہے۔

اردو شاعری میں عربی اور فارسی کی طرح مذہبی شاعری کا مجموعہ کثیر تعداد میں موجود ہے۔ جس میں حمد، نعت، منقبت، قصیدہ، سلام، مرثیہ اور نوحہ شامل ہیں۔

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید غافر رضوی فلکؔ چھولسی کا مجموعۂ کلام ''بوستانِ فلکؔ'' آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ موصوف نے بہت محنت ولگن کے ساتھ شاعری کی ہے۔

امید ہے تمام پڑھنے والوں کو پسند آئے گا۔ میں مولانا موصوف کے لئے دعا گو ہوں کہ پروردگار ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ ''آمین''

والسلام: سید علی رضا رضوی

تقریظ

مولانا ظہور مہدی مولائی

بِاِسۡمِهٖ تَعَالیٰ

یادش بخیر...، ایک زمانہ تھا جب قم مقدس ایران میں طرحی محفلیں بڑے اہتمام اور زور وشور در عین حال نہایت اخلاص واحترام سے منعقد ہوتی تھیں جن میں خرد وکلاں سارے شعراء اور عاشقان اہل بیت بڑی توجہ اور عقیدت سے شریک ہوتے تھے۔

بفضل خداوند متعال حال کی طرح اس وقت بھی میرا مکان، حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا کے حرم مطہر سے بہت نزدیک تھا اور اکثر وبیشتر یہ محفلیں بھی حرم مبارک سے نسبتاً نزدیک آیۃ اللہ سید طیب آقا جزائری علیہ الرحمہ کے عزاخانہ میں اذان صبح تک برپا ہوا کرتی تھیں۔

ان کے انعقاد سے دو تین دن پہلے سے میرے غریب خانہ پر ''مذاکرہ شعروسخن'' کے لئے کچھ شعراء کی آمد ورفت شروع ہوجاتی تھی اور ان مذاکروں میں فلکؔ چھولسی (جن کا تخلص اُس وقت غافرؔ تھا) بھی مرتب ومنظّم طور پر شرکت کرتے تھے۔

ان کی خصوصیت یہ تھی کہ قم میں دیئے جانے والے ہر سہل وآسان اور سخت ومشکل مصرع پر شعر ضرور کہتے تھے اور شعر بھی چار پانچ نہیں، پندرہ بیس کے قریب ہوتے تھے یعنی ان کے یہاں شعر گوئی میں سرعت اور کثرت دونوں چیزیں پائی جاتی تھیں۔

رہی علمی وفنی لیاقت واستعداد کی بات تو وہ عموماً وقت کے ساتھ ساتھ ترقی کرتی رہتی ہے جو ان کے یہاں بھی قابل ملاحظہ ہے، البتہ میری نظر میں دینی ومذہبی شاعری کے حوالے سے مذکورہ استعداد سے بڑی چیز اگر کوئی ہے تو وہ ''جذبہ اخلاص وعقیدت سے سرشار ہونا'' ہے اور بحمد اللہ فلکؔ چھولسی اس وصف سے باقاعدہ متصف ہیں اور اس

کی خوشبوان کے حمد، نعت، سلام اور نوحہ غرضکہ تمام اشعار سے بخوبی محسوس کی جاسکتی ہے۔

مقام شکر و مسرت ہے کہ ان کا مجموعہ کلام ''بوستانِ فلکؔ'' منظر عام پر آنے کو ہے، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اسے اپنی بارگاہ اقدس میں مقبول و معزز قرار دے کر فلک مقام فرمائے اور عاشقان و مداحان اہل بیتؑ سے امید ہے کہ وہ اس سے اپنی محافل و مجالس اور ماتمی انجمنوں میں ضرور استفادہ کریں گے۔

والسلام

ظہور مہدی مولائی

۱۴ر صفر المظفر ۱۴۴۲ھ

حوزہ علمیہ قم مقدس ایران

تقریظ

مولانا علی عباس حمیدی (دہلی)

بِاِسمِهٖ تَعَالیٰ

قَالَ عَلِیٌّ عَلَیْه السَّلَامُ: آیَةُ الْبَلَاغَةِ قَلْبٌ عُقُوْلٌ وَ لِسَانٌ قَائِلٌ۔(غررالحکم، ج۱،ص۳۸۶)

امام علی علیہ السلام نے فرمایا: بلاغت کی نشانی،سمجھدار قلب اور زبانِ گویا ہے۔

جس کے پاس یہ دونعمتیں ہوں وہ بلیغ انسان ہے اسی کوتبلیغ کا بھی حق ہے۔اگر یہ دونوں نعمتیں نہ ہوں تو انسان کو راہ تبلیغ میں قدم نہیں رکھنا چاہئے۔

شاعری میں انہیں دونوں کا دخل ہے قلب مفاہیم کو درک کرنے کے بعد الفاظ کے حوالے کرتا ہے اور زبان دانی الفاظ میں احساس کے موتی پروکر گوشوارہ بنادیتی ہے، اگر زبان وبیان پر عبور نہ ہو تو شاعر مافی الضمیر کو حسین انداز میں ادا نہیں کرسکتا۔

جناب حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید غافر رضوی فلکؔ چھولسی صاحب جو ایک صاحبِ قلبِ عقول اور لسانِ قائل کے مصداق ہیں اپنے پہلے شعری مجموعہ کی شکل میں اپنی بلاغت کے نمونہ کو پیش فرما رہے ہیں۔

چونکہ یہ ایک مبلغ بھی ہیں اس لئے ہر مناسبت کا خیال رکھتے ہوئے انہوں نے طبع آزمائی کی ہے اور ہر دور سے متأثر ہوکر اپنا مجموعہ تیار کیا ہے۔

کلامِ فلکؔ اس بات کا غماز ہے کہ ان کا مطالعہ وسیع ،فکر عمیق ، اور مشاہدہ باریک ہے ، اظہار میں نیا پن اور موضوعات میں چونکا دینے والی کیفیت ہے، خیالات کے دھارے جدید اور الفاظ کا دروبست موزوں ،نکھرانکھرا انداز ردیف قافئے کا موزوں ومناسب انتخاب اور موضوعات کی وسعت نے جنابِ فلکؔ کی شاعری کو افلاک کا سرمایہ بنادیا ہے۔

ان کے ذوق شعری میں زود گوئی اور زیاد گوئی دونوں پائی جاتی ہے اس کا اثر بہرحال کلام سے آشکار ہے مگر جرأت، جوش اور تنوع طبع سے بہرہ مند ہیں۔

اللہ سے دعا کرتا ہوں ان کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں معصومین علیہم السلام کے طفیل قبول فرمائے اور ان کے اس مجموعہ کو محبان اہلبیتؑ کے لئے نفع بخش اور صاحب اثر کے لئے سرمایہ آخرت قرار دے۔

آمین یارب العالمین

علی عباس حمیدی

۲۰۲۰/۱۰/۱۳ء

حصّۂ نوحہ جات

﴿مدینہ سے سفر﴾

نوحہ

نبی کا لاڈلا یثرِب سے کر رہا ہے سفر   دعا کرو کہ سلامت یہ آئے واپس گھر

سبھی یہ کہتے تھے شہ سے یا شاہ انس و جاں   وفا تو آپ کے بابا سے بھی نہ کی ہے وہاں
تمہارے ساتھ وفا کیا کریں گے وہ سرور
نبی کا لاڈلا یثرِب سے کر رہا ہے سفر

کوئی یہ کہتا تھا گر قصد ہی ہے جانے کا   نہ لے کے جایئے سیدانیوں کو شاہِ ہدیٰ
تمہارے بعد رہیں گی یہ کس کے زیرِ اثر
نبی کا لاڈلا یثرِب سے کر رہا ہے سفر

بچشمِ اشک یہ فرماتے تھے شہِ مضطر   خدا ہی دیکھنا چاہتا ہے ان کو ننگے سر
یہ میرے بعد بچائیں گی دینِ پیغمبر
نبی کا لاڈلا یثرِب سے کر رہا ہے سفر

یہ دیکھتی رہی خاموش فاطمہ صغریٰ   پہ جبکہ ہوگیا تیار کارواں سارا
نہ ضبط ہوسکا گرکر یہ بولی قدموں پر
نبی کا لاڈلا یثرِب سے کر رہا ہے سفر

تمہارے بعد نہ جی پائے گی یہ دکھ پائی   بہت عزیز ہیں مجھ کو مرے جواں بھائی
بہت ہی مجھ سے ہے مانوس یہ مرا اصغر
نبی کا لاڈلا یثرِب سے کر رہا ہے سفر

کہا یہ بیٹی سے بیکس حسین نے روکر   نحیف و لاغر و بیمار ہو مری دختر
سفر کی مشکلیں سہہ پاؤ گی بھلا کیوں کر
نبی کا لاڈلا یثرِب سے کر رہا ہے سفر

کہا یہ صغریٰ نے بیمار و ناتواں ہی سہی   مگر میں تم سے نہ مانگوں گی راہ میں کچھ بھی
ہوں سب سوار پہ پیدل چلے گی یہ دختر
نبی کا لاڈلا یثرِب سے کر رہا ہے سفر

کہا حسین نے اماّں کی تم نشانی ہو   نہیں یہ دل کو گوارا کہ تم بھی ساتھ چلو
تمہارے سر سے مرے بعد میں چھنے چادر
نبی کا لاڈلا یثرِب سے کر رہا ہے سفر

یہ سن کے سر کو جھکا کر مریض رونے لگی   قریں رباب کے آغوش اپنی پھیلادی
ہمک کے گود میں صغریٰ کی آ گیا اصغر
نبی کا لاڈلا یثرِب سے کر رہا ہے سفر

کچھ ایسے اپنی محبت کا امتحان دیا   کسی بھی بی بی کی آغوش میں نہیں آتا
بہن سے ننھا مجاہد جدا ہوا سن کر
نبی کا لاڈلا یثرِب سے کر رہا ہے سفر

چلا بقیع کی طرف فاطمہ کا نورِ عین نبی کی آنکھوں کی ٹھنڈک علی کے دل کا چین
کئے یہ بین لحد پر حسین نے گر کر
نبی کا لاڈلا یثرِب سے کر رہا ہے سفر

کیا خطاب نبی سے کہ اے مرے نانا تمہارا قبرمجاور نہ مجھ کو رہنے دیا
ندا یہ آئی تحمّل کرو اے مرے پسر
نبی کا لاڈلا یثرِب سے کر رہا ہے سفر

مری لحد کا تو تم ہی چراغ ہو بیٹا رہے نہ تم تو لحد پر چراغ ہی کیسا
مدینہ چھوڑو رکھو دل پہ صبر کا پتھر
نبی کا لاڈلا یثرِب سے کر رہا ہے سفر

غرض حسین کا رختِ سفر بندھا غافرؔ بپا تھی نالہ و شیون کی اک صدا غافرؔ
یہ بین کرتی رہی شہ کی ناتواں دختر
نبی کا لاڈلا یثرِب سے کر رہا ہے سفر
نبی کا لاڈلا یثرِب سے کر رہا ہے سفر
دعا کرو کہ سلامت یہ آئے واپس گھر

جمادی الاوّل ۱۴۲۵ھ / جولائی ۲۰۰۴ء

☆☆☆

﴿ابنِ عقیلؑ کا ماتم﴾

نوحہ

ہائے مسلم بن عقیل، ہائے مسلم بن عقیل ہائے مسلم بن عقیل، ہائے مسلم بن عقیل
روکے پڑھتے ہیں یہی جنّ و ملائک نوحہ ہائے مسلم بن عقیل، ہائے مسلم بن عقیل

پہنچے کوفہ میں جو مسلم تو نظر آئی بہار جوق در جوق جمع ہوگئے اٹّھارہ ہزار
لکھ دیا شہ کو کہ آجائیں یہاں شاہِ ہدیٰ
ہائے مسلم بن عقیل، ہائے مسلم بن عقیل

پہنچے جس وقت وہ مسجد میں جماعت کے لئے ایسا لگتا تھا نمازی ہیں فلک سے اُترے
بعد میں پیچھے نظر کی تو تھے مسلم تنہا
ہائے مسلم بن عقیل، ہائے مسلم بن عقیل

دربدر ٹھوکریں کھاتے ہوئے نکلے مسلم سارا کوفہ تھا مخالف، تھے اکیلے مسلم
اپنی مظلومی پہ کرتے تھے وہ فریاد و بکا
ہائے مسلم بن عقیل، ہائے مسلم بن عقیل

بیٹھے طوعہ کے وہ دروازہ پہ خستہ ہوکر اور طوعہ سے کہا بہرِ نبی دے ساغر
پی لیا پانی پہ بیکس نہ وہاں سے اٹّھا
ہائے مسلم بن عقیل، ہائے مسلم بن عقیل

بیٹھے دیکھا تو یہ مظلوم سے بولی طوعہ تجھ کو معلوم ہے پُرحول ہے کوفہ کی فضا
سن کے طوعہ کے سخن مسلمِ بیکس رویا
ہائے مسلم بن عقیل، ہائے مسلم بن عقیل

روکے طوعہ سے کہا جائے یہ مظلوم کدھر نام مسلم ہے مرا، جد ہیں مرے پیغمبر
سن کے مسلم کے سخن، طوعہ نے سر کو پیٹا
ہائے مسلم بن عقیل، ہائے مسلم بن عقیل

ایک شب طوعہ نے مسلم کو جو مہمان رکھا اس کے داماد نے دربار میں جاکر یہ کہا
خوفِ اعدا سے وہ میرے ہی مکاں میں ہے چھپا
ہائے مسلم بن عقیل، ہائے مسلم بن عقیل

کھینچ کر دارِ امارہ پہ عدو لے آئے سر کو نیوڑھائے ہوئے بیٹھے تھے مسلم ہائے
نرغۂ ظلم تھا اور مسلمِ بیکس تنہا
ہائے مسلم بن عقیل، ہائے مسلم بن عقیل

دیکھا جب مسلمِ بیکس نے چلی اب تلوار روکے کہنے لگے اعدا سے ابھی روک دو وار
شہ کو لکھ دینا کہ کوفہ میں نہ آنا آقا
ہائے مسلم بن عقیل، ہائے مسلم بن عقیل

فرقِ مسلم پہ ستمگاروں کی شمشیر چلی دور کوفہ سے تھے اُس وقت حسین ابن علی
تن سے سر جب کہ جدا مسلمِ بیکس کا ہوا
ہائے مسلم بن عقیل، ہائے مسلم بن عقیل

دی صدا تم پہ ہو تسلیم اباعبداللہ   روکے شبیر نے فرمایا کہ اِنَّــا لِـلّٰــہ
پوچھا جب اس کا سبب شاہ نے روکر یہ کہا
ہائے مسلم بن عقیل، ہائے مسلم بن عقیل

لاش کو دارِ امارہ سے گرایا ہائے   باندھ کر رسّیاں کوچوں میں پھرایا ہائے
اے فلکؔ! اُن کی مصیبت پہ کرو واویلا
ہائے مسلم بن عقیل، ہائے مسلم بن عقیل
رو کے پڑھتے ہیں یہی جنّ و ملائک نوحہ   ہائے مسلم بن عقیل، ہائے مسلم بن عقیل

۲۵/ جمادی الاوّل ۱۴۲۵ھ

☆☆☆

﴿محرّم کا چاند﴾

نوحہ

فلکؔ پر چھائی ہے سرخی، اداسی میں قمر ڈوبا
گرا قرآں زمیں پر، غم میں ہر اک خشک و تر ڈوبا

حسین ابن علی کے غم میں ہر مخلوق روتی ہے
یہ ایسا غم ہے جس میں گھر کا ہر اک بام و در ڈوبا

وہ قطرہ بھی سمندر کے مقابل میں سمندر ہے
غم شہ کے سمندر میں جو قطرہ خاص کر ڈوبا

پریشاں دل ہے تو دریائے نالاں میں جگر ڈوبا
ہے آغاز محرم بحر غم میں ماحضر ڈوبا

غم ابن علی میں رب نے یہ تاثیر رکھی ہے
شَقِیُّ الْقَلْبُ انساں تھا غم شہ میں مگر ڈوبا

فرشتوں کی صفوں میں شہ کا غم کچھ ایسے ہوتا ہے
ہے بحر اشک جاری، غم میں ہر اک بال و پر ڈوبا

نہ تر کرپائے ہم آل نبی کے خشک ہونٹوں کو
یہ کہہ کر شرم کے پانی میں پانی نوحہ گر ڈوبا

نہ دیکھی جائے گی مجھ سے شہ والا کی مظلومی
بکا کرتا ہوا عاشور کا نَجْمُ السَّحَرُ ڈوبا

یہ کیسی بیکسی ہے باپ کو بیٹا نہ پہچانا
تھا اس انداز سے زخموں میں زہرا کا قمر ڈوبا

بھلا کیونکر میں دیکھونگا کھلے سر بنت حیدر کو
یہی کہتا ہوا کربل کا سورج نوحہ گر ڈوبا

مظالم اس قدر ڈھائے گئے کربل کے میداں میں
لہو رویا فلکؔ، خوں میں ستاروں کا سفر ڈوبا

زمیں لرزے میں، کالی آندھیاں چلنے لگیں ہائے
ستم کا کند خنجر خون میں با چشمِ تر ڈوبا

لگی جب آگ خیموں میں کہا زینب نے اے بابا!
زمیں تھی خشک لیکن آپ کا پورا نگر ڈوبا

عمل بَـابُ الْـحَوَائِجْ کا بکا کا درس دیتا ہے
فلکؔ پر چاند نکلا سوگ میں زہرا کا گھر ڈوبا

☆☆☆

﴿فرشِ عزائے شبیر علیہ السلام﴾

نوحہ

قدسیوں میں بچھ گیا فرش عزا شبیر کا
پرسہ لینے آرہی ہیں فاطمہ شبیر کا

آ گئی فصل عزا گھر گھر عزا خانے سجے
مومنوں کے دل بنے شاہِ ہدیٰ کے تعزیے
چشم نم میں روضۂ اقدس بسا شبیر کا
قدسیوں میں بچھ گیا فرشِ عزا شبیر کا

اے عزادارو! جناب سیدہ کا واسطہ
خونِ ناحق کا، اسیرِ کربلا کا واسطہ
آؤ سب مل کر کریں ماتم بپا شبیر کا
قدسیوں میں بچھ گیا فرشِ عزا شبیر کا

دور ہو کیونکر نمازوں سے حقیقی ماتمی
چھوڑ دے کیسے بھلا سجدے حقیقی ماتمی
حالتِ سجدہ میں سر کاٹا گیا شبیر کا
قدسیوں میں بچھ گیا فرشِ عزا شبیر کا

ہیں کہیں عباس و قاسم، اکبر گل پیرہن
سوگیا ہے تیر کھا کر اصغر غنچہ دہن
خون کے دریاؤں میں بیڑا چلا شبیر کا
قدسیوں میں بچھ گیا فرشِ عزا شبیر کا

چور زخموں سے ہوئے زیں سے زمیں پر گر پڑے
بولی زہرا گود میں آجا اے میرے لاڈلے
سامنے ماں کے سر اقدس کٹا شبیر کا
قدسیوں میں بچھ گیا فرشِ عزا شبیر کا

بر سرِ نوکِ سناں سرور کا سر بازار میں
سر برہنہ زینب و کلثوم ہیں اغیار میں
دیکھا یہ منظر تو سر رونے لگا شبیر کا
قدسیوں میں بچھ گیا فرشِ عزا شبیر کا

ظلم کے دربار میں ہیں سات سو کرسی نشیں
حیف ہے، اہل حرم کا آسرا کوئی نہیں
دشمنوں کے درمیاں بیٹا اٹھا شبیر کا
قدسیوں میں بچھ گیا فرشِ عزا شبیر کا

شہ کے غم میں خون کے آنسو بہاتا ہے فلکؔ
خود بھی روتا ہے جہاں کو بھی رلاتا ہے فلکؔ
کر رہا ہے سوگ یہ صبح و مسا شبیر کا
قدسیوں میں بچھ گیا فرشِ عزا شبیر کا

قدسیوں میں بچھ گیا فرش عزا شبیر کا
پرسہ لینے آرہی ہیں فاطمہ شبیر کا

۱ رمحرم الحرام ۱۴۳۸ھ ۔ ۲/۱ اکتوبر ۲۰۱۶ء

☆☆☆

﴿قتيل العبرة: حسين عليه السلام﴾

مدد مشکلکشا! زہرا کا جایا قتل ہوتا ہے
مدد مشکلکشا! زہرا کا جایا قتل ہوتا ہے
بیاں زینب کا گونجا میرا بھیا قتل ہوتا ہے
مدد مشکلکشا! زہرا کا جایا قتل ہوتا ہے

نجف کی سمت رخ کر کے کبھی یہ بین کرتی تھیں مسیحائے جہاں! تیرا دلارا قتل ہوتا ہے
مدد مشکلکشا! زہرا کا جایا قتل ہوتا ہے

مدینہ میں سکوں سے سونے والی ہستیو! سن لو محافظ دین کا، امت کا سایہ قتل ہوتا ہے
مدد مشکلکشا! زہرا کا جایا قتل ہوتا ہے

الٰہی! الاماں دیں کا مسیحا قتل ہوتا ہے علی کا گل، پیمبر کا نواسہ قتل ہوتا ہے
مدد مشکلکشا! زہرا کا جایا قتل ہوتا ہے

ارے او سعد کے بیٹے! ہوا غیرت کو کیا تیری رسول اللہ کی آنکھوں کا تارا قتل ہوتا ہے
مدد مشکلکشا! زہرا کا جایا قتل ہوتا ہے

وہ جسکو گود میں لیکر چلائیں چکیاں ماں نے وہی چشمانِ زہرا کا ستارہ قتل ہوتا ہے
مدد مشکلکشا! زہرا کا جایا قتل ہوتا ہے

گوارا ماں کو جس کی تشنگی پل بھر نہ ہوتی تھی   وہی شمشیر سے مظلوم و تشنہ قتل ہوتا ہے
مدد مشکلکشا! زہرا کا جایا قتل ہوتا ہے

نہ قاسم ہیں نہ اکبر ہیں نہ عباس دلاور ہیں   رسول اللہ کا بیٹا اکیلا قتل ہوتا ہے
مدد مشکلکشا! زہرا کا جایا قتل ہوتا ہے

ملائک کی صفیں جبریل کے نوحہ میں ڈوبی ہیں   علیِ مرتضٰی کا ماہ پارہ قتل ہوتا ہے
مدد مشکلکشا! زہرا کا جایا قتل ہوتا ہے

نہیں مردوں میں باقی کوئی، عابد ہیں تو غش میں ہیں   بہن کے سامنے مظلوم بھیا قتل ہوتا ہے
مدد مشکلکشا! زہرا کا جایا قتل ہوتا ہے

فلکؔ سے خون کی بارش، زمیں میں زلزلہ آیا   خدایا! المدد زہرا کا بیٹا قتل ہوتا ہے
مدد مشکلکشا! زہرا کا جایا قتل ہوتا ہے
بیاں زینب کا گونجا میرا بھیا قتل ہوتا ہے
مدد مشکلکشا! زہرا کا جایا قتل ہوتا ہے

☆☆☆

﴿قُتِلَ الْحُسَیْنُ مَظْلُوْمًا﴾

نوحہ

قُتِلَ الْحُسَیْنُ مَظْلُوْمًا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ مَظْلُوْمًا   دشت بلا میں زہرا کی گونجی یہ پردرد صدا
قُتِلَ الْحُسَیْنُ مَظْلُوْمًا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ مَظْلُوْمًا

یہ وہ ہے جسے میں نے بڑے نازوں سے پالا   خود بھوکی رہی اس کو دیا منھ کا نوالہ
سورج کی تپش میں نہ کبھی گھر سے نکالا   میرے لہو پر کیوں یہ جفا کوئی بتادے اس کی خطا
قُتِلَ الْحُسَیْنُ مَظْلُوْمًا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ مَظْلُوْمًا

سوئی ہوں تو پہلے اسے سینہ پہ سلایا   جبریل امیں نے اسے گہوارہ جھلایا
پیغمبر اسلامؐ نے گودی میں کھلایا   جو تھا بوسہ گاہ نبی زیر خنجر وہ ہی گلا
قُتِلَ الْحُسَیْنُ مَظْلُوْمًا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ مَظْلُوْمًا

چکی بھی چلاتی تھی تو گودی میں لٹاکر   انصاف کرو کیسے بھلا دیکھوں یہ منظر
ہے خشک گلا اس پہ ستم کند ھے خنجر   اپنے جگر کے ٹکڑے کو کیسے دیکھے ماں دکھیا
قُتِلَ الْحُسَیْنُ مَظْلُوْمًا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ مَظْلُوْمًا

مظلومی بیکسی کا جو عالم ہے چار سو   گریہ ملائکہ میں جو پیہم ہے چار سو
میرے حسین ہی کا یہ ماتم ہے چار سو   اے شمر نہ تو شمشیر چلا، زہرا تجھ کو دیگی دعا
قُتِلَ الْحُسَیْنُ مَظْلُوْمًا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ مَظْلُوْمًا

فریاد و فغاں کرتی رہیں فاطمہ زہرا ملعونوں نے پھر بھی نہ رکھا پاس نبی کا
غاؔفر کا قلم ظلم و ستم دیکھ کے رویا قرآں دیکھ کے نیزہ پر، گریہ کناں آیاتِ خدا

قُتِلَ الْحُسَیْنُ مَظْلُوْمَا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ مَظْلُوْمَا
دشت بلا میں زہرا کی گونجی یہ پردرد صدا
قُتِلَ الْحُسَیْنُ مَظْلُوْمَا ذُبِحَ الْحُسَیْنُ مَظْلُوْمَا

☆☆☆

﴿مظلوم کا لاشہ﴾

نوحہ

زمیں ہے گرم، بے گور و کفن لاشہ برادر کا
یہ منظر دیکھ کر منھ کو کلیجہ آیا خواہر کا
سکوں میں آ گیا اس وقت دل سبطِ پیمبر کا
کیا محسوس جب زانو پہ ماں کے سر ہے سرور کا
نظر آیا جو زیرِ تیغ گودی کا پلا ان کو
کلیجہ پھٹ گیا یہ دیکھ کر زہرائے اطہر کا
کہاں سوئے گی کیسے سوئے گی شام غریباں میں
یہ منظر سوچ کر لرزاں ہے دل سرور کی دختر کا
دل سرور کی حالت کا بھلا کیسے ہو اندازہ
سناں کی نوک میں الجھا جگر آیا ہے اکبر کا
دلالت ہے ابلنا خون کا بیجان پتھر سے
غم شبیر میں منھ کو کلیجہ آیا پتھر کا
رباب خستہ تن کیسے سکوں پائے گی یثرب میں
جھلائے گی ہمیشہ خالی گہوارہ وہ اصغر کا
لعینوں نے کیا پامال ایسے لاشۂ سرور
بہن روتی ہے رن میں دیکھ کر لاشہ برادر کا
عدو نے لاش کی پامال پھر ایسا ستم ڈھایا
سناں پر سر چڑھایا کاٹ کر سبطِ پیمبر کا
پھرایا در بدر بازارِ میں، گلیوں میں بے پردہ
عدو نے پاس نہ رکھا فلکؔ! ناموسِ حیدر کا

☆☆☆

﴿یَا اَبْطَالَ الصَّفَا﴾

نوحہ

یَا اَبْطَالَ الصَّفَا! وَ یَا فُرْسَانَ الْهَیْجَا! مَا لِیْ اُنَادِیْکُمْ فَلَا تُجِیْبُوْنِیْ
قُوْمُوْا عَنْ نَوْمَتِکُمْ اَیُّهَا الْکِرَامُ
وَادْفَعُوْا عَنْ حَرَمِ الرَّسُوْلِ الطُّغَاۃَ اللِّئَامَ

مَا لِیْ اُنَادِیْکُمْ فَلَا تُجِیْبُوْنِیْ   مَا لِیْ اُنَادِیْکُمْ فَلَا تُجِیْبُوْنِیْ
یَا اَبْطَالَ الصَّفَا!
یَا اَبْطَالَ الصَّفَا!

عصر کے وقت جو شبیر نے مقتل دیکھا   چار سو نرغۂ اغیار، شہِ دیں تنہا
جب نظر چاہنے والا نہیں آیا کوئی   قلبِ سرور سے بصد آہ یہ نالہ نکلا
اے میرے دلیرو! اے میرے دلیرو!
یَا اَبْطَالَ الصَّفَا!
یَا اَبْطَالَ الصَّفَا!

تنہا ہوئے سرور، اے میرے دلیرو!   تم سوگئے کیونکر، اے میرے دلیرو!
دیکھو ذرا اٹھ کر، اے میرے دلیرو!   اشرار کی افواج میں مولا ہے تمہارا
اے میرے دلیرو! اے میرے دلیرو!
یَا اَبْطَالَ الصَّفَا!

محشر ہوا برپا، اے میرے دلیرو! افواج کا نرغہ، اے میرے دلیرو!
ہے خون کا دریا، اے میرے دلیرو! سرور کو وفاؤں پہ تمہاری تھا بھروسہ
اے میرے دلیرو! اے میرے دلیرو!
یَـــا اَبْـــطَـــالَ الـــصَّـــفَـــا!

عباس نہ اکبر، اے میرے دلیرو! مارا گیا اصغر، اے میرے دلیرو!
اجڑا ہے بھرا گھر، اے میرے دلیرو! اس حال میں سرور کو سہارا ہے خدا کا
اے میرے دلیرو! اے میرے دلیرو!
یَـــا اَبْـــطَـــالَ الـــصَّـــفَـــا!

زینب ہوئی مضطر، اے میرے دلیرو! کوئی نہیں یاور، اے میرے دلیرو!
چھن جائے نہ چادر، اے میرے دلیرو! امداد کرو آلِ پیمبر کی خدا را
اے میرے دلیرو! اے میرے دلیرو!
یَـــا اَبْـــطَـــالَ الـــصَّـــفَـــا!

جل جائیں نہ خیمے، اے میرے دلیرو! چھن جائیں نہ گہنے، اے میرے دلیرو!
کھائیں نہ طمانچے، اے میرے دلیرو! اٹھ کے تو ذرا دیکھو بلاتی ہے سکینہ
اے میرے دلیرو! اے میرے دلیرو!
یَـــا اَبْـــطَـــالَ الـــصَّـــفَـــا!

اب نیند سے جاگو، اے میرے دلیرو! تلوار اٹھاؤ، اے میرے دلیرو!
عترت کو بچاؤ، اے میرے دلیرو! کفار نے اولادِ پیمبر کو ہے گھیرا
اے میرے دلیرو! اے میرے دلیرو!
یَـــا اَبْـــطَـــالَ الـــصَّـــفَـــا!

عباس دلاور، اے میرے دلیرو! شانوں کو کٹا کر، اے میرے دلیرو!
کہتے ہیں مکرر، اے میرے دلیرو! پانی نہ ملا دیکھ لو پیاسی ہے سکینہ
اے میرے دلیرو! اے میرے دلیرو!
یَـــا اَبْــطَـــالَ الـــصَّــفَـــا!

یہ لکھتا ہے نوحہ، اے میرے دلیرو! شاعر ہے ہمارا، اے میرے دلیرو!
کہنا ہے فلکؔ کا، اے میرے دلیرو! میثم کی طرح تم بھی رہے مر کے بھی زندہ
اے میرے دلیرو! اے میرے دلیرو!
یَـــا اَبْــطَـــالَ الـــصَّــفَـــا!

۱۷/صفر ۱۴۳۸ھ ۱۷/نومبر ۲۰۱۶ء

☆☆☆

S.i.F.

﴿فریادِ زینب سلام اللہ علیہا﴾

نوحہ

اَلْاَمَــــانُ اَلْاَمَــــانُ اَلْاَمَــــانُ اَلْاَمَــــانُ   مجھ کو چھوڑو نہ تنہا مرے بھائی جاں

اہلبیتِ پیمبر تھے محوِ بکا   عصرِ عاشور زینب کی گونجی صدا
اَلْاَمَــــانُ اَلْاَمَــــانُ اَلْاَمَــــانُ اَلْاَمَــــانُ
مجھ کو چھوڑو نہ تنہا مرے بھائی جاں

جو بھی مقتل گیا وہ وہیں رہ گیا   کوئی بھی رن سے واپس نہیں آسکا
داغ تم بھی دکھاؤ گے دکھیا کو کیا
مجھ کو چھوڑو نہ تنہا مرے بھائی جاں

لے کے عباس نکلے تھے مشک و علم   کردیئے فوجِ اعدا نے شانے قلم
وعدۂ آب پورا نہ ہونے دیا
مجھ کو چھوڑو نہ تنہا مرے بھائی جاں

سوچتی تھی بہو لاؤں گی چاند سی   پر یہ لیلیٰ کی حسرت نہ پوری ہوئی
خون کا فرقِ اکبر پہ سہرا بندھا
مجھ کو چھوڑو نہ تنہا مرے بھائی جاں

دل میں یہ رنج سہنے کی طاقت نہیں خالی جھولا جھلائے ربابِ حزیں
کس طرح چین آئے گا اس کو بھلا
مجھ کو چھوڑو نہ تنہا مرے بھائی جاں

خالی آغوش کرب و بلا میں ہوئی تم گئے تو اجڑ جائے گی مانگ بھی
کیسے جی پائے گی بانوئے غمزدہ
مجھ کو چھوڑو نہ تنہا مرے بھائی جاں

غش میں بیمار عابد ہیں اے بھائی جاں! تنہا کیسے سنبھالوں کو ان کو یہاں
دے دو مانجائے مجھ کو تسلّی ذرا
مجھ کو چھوڑو نہ تنہا مرے بھائی جاں

روئے جس دم سکینہ پکاروں کسے؟ ظلم ڈھائیں جو اعدا پکاروں کسے؟
کیا کروں، شمر جس وقت چھینے ردا
مجھ کو چھوڑو نہ تنہا مرے بھائی جاں

بِن تمہارے سکینہ نہ جی پائے گی سچ بتاتی ہوں بھیا وہ مرجائے گی
جب نہ سینہ ملے گا اسے آپ کا
مجھ کو چھوڑو نہ تنہا مرے بھائی جاں

مجھ سے دونوں پسر بھی خفا ہوگئے چھوڑ کر ماں کو غربت میں وہ سو گئے
قلبِ مادر کو غربت میں برما دیا
مجھ کو چھوڑو نہ تنہا مرے بھائی جاں

عون و قاسم مرے، میرا کڑیل جواں میرا ننھا مجاہد ہے اصغر کہاں
صغریٰ پوچھے جو مجھ سے بتاؤں گی کیا
مجھ کو چھوڑو نہ تنہا مرے بھائی جاں

اے فلکؔ روک لو خامۂ غمزدہ نوکِ نیزہ پہ سرور کا سر آگیا
رہ گئی پڑھتی زینب یہی مرثیہ
مجھ کو چھوڑو نہ تنہا مرے بھائی جاں
اَلْاَمَــــانُ اَلْاَمَــــانُ اَلْاَمَــــانُ اَلْاَمَــــانُ
مجھ کو چھوڑو نہ تنہا مرے بھائی جاں

ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ / فروری ۲۰۰۴ء

☆☆☆

﴿نامۂ حسین علیہ السلام، ابن مظاہر کے نام﴾

نوحہ

آجاؤ کربلا آجاؤ کربلا آجاؤ کربلا آجاؤ کربلا
شہ نے حبیب ابن مظاہر کو خط لکھا آجاؤ کربلا آجاؤ کربلا
آقا تمہارا فوج ستمگر میں ہے گھرا آجاؤ کربلا آجاؤ کربلا

ہرگز تمہیں بلاتا نہ شبیر اے حبیب مجبور ہے رسول کی تصویر اے حبیب
مشکل یہ ہے کہ ساتھ ہے ناموسِ مصطفےٰ
آجاؤ کربلا آجاؤ کربلا

بچوں کا سرپرست مرے بعد کون ہے بیواؤں کی سنے گا جو فریاد کون ہے
زینب کو اعتماد ہے تم پر ہی با خدا
آجاؤ کربلا آجاؤ کربلا

بالکل نہ دیر آنے میں کرنا مرے حبیب پانا ہے گر حسین کو زندہ مرے حبیب
گھیرے ہیں چار سمت سے سرور کو اشقیا
آجاؤ کربلا آجاؤ کربلا

خط لکھ کے نامہ بر کو بچشمِ فغاں دیا کوفہ کی سمت لیکے وہ خط نامہ بر چلا
کوفہ پہنچ گیا پہ یہ آتی رہی صدا
آجاؤ کربلا آجاؤ کربلا

خط لیکے گھر حبیب کے پہنچا جو نامہ بر اک پیر تھا زمین پہ اور اک رکاب پر
آواز دی حبیب کو اور روکے یہ کہا
آجاؤ کربلا آجاؤ کربلا

آئے حبیب در پہ تو دیکھا یہ ماجرا کرب و بلا سے آیا ہے قاصد حسین کا
مضمونِ خط حبیب نے پڑھتے ہی رو دیا
آجاؤ کربلا آجاؤ کربلا

خط پر یہ لکھ دیا تھا ملے خوش نصیب کو اسلام کے فقیہ، جنابِ حبیب کو
تم پر سلام ابن مظاہر! حسین کا
آجاؤ کربلا آجاؤ کربلا

ہوکر سوار کرب و بلا کی طرف چلے رہوار اتنا تیز کہ پیچھے ہوا رہے
جتنے قریب ہوتے تھے آتی تھی یہ صدا
آجاؤ کربلا آجاؤ کربلا

شہ نے کہا یہ دیکھ کے گرد و غبار کو میرا حبیب آگیا تعظیم کو بڑھو
حد تو یہ ہے حسین چلے خود برہنہ پا
آجاؤ کربلا آجاؤ کربلا

زینب نے جب صدا یہ سنی آگئے حبیب فضہ سے روکے کہنے لگی زینب غریب
میرا سلام ابنِ مظاہر کو کہہ کے آ
آجاؤ کربلا آجاؤ کربلا

غافرؔ سنا حبیب نے جس وقت یہ کلام   شہزادیاں غلاموں کو کرنے لگیں سلام
سر سے عمامہ پھینک کے روئے بے انتہا
آجاؤ   کربلا   آجاؤ   کربلا
شہ نے حبیب ابنِ مظاہر کو یہ لکھا   آجاؤ   کربلا   آجاؤ   کربلا

۱۸/ جمادی الاوّل ۱۴۲۵ھ

☆☆☆

﴿فریادِ سکینہ﴾

نوحہ...اردو۔فارسی

کہاں ہو عمو صدا سناؤ، سکینہ تم کو بلا رہی ہے
پکار لو مجھکو ورنہ میرے، بدن سے جاں نکلی جا رہی ہے
کُجَائِیْ عَمُّوْ کُجَائِیْ عَمُّوْ، صَدَا سَکِیْنِہْ زَنَدْ خُدَارَا
اَگَرْ نَبِیْنَمْ تُرَا اِیْ عَمُّوْ، نَفَسْ مُعَلَّقْ شَوَدْ خُدَارَا
کہاں ہو عمو کہاں ہو عمو، ذرا سناؤ صدا خدارا
بغیر دیکھے تمہارا چہرہ، ملے گی کیسے شفا خدارا

تُوْ دَرْیَا رَفْتِیْ کِہْ آبْ آرِیْ، مَگَرْ ھَمَانْجَا تُوْ خَوابْ رَفْتِیْ
بِہْ جَانِ مَنْ خَیْمِہْ ھَا بِیَائِیْ، تَمَنَّا دُخْتَرْ کُنَدْ خُدَارَا
گئے تھے دریا سے لینے پانی، پسند تم کو ترائی آئی
سکون سے سوگئے وہیں پر، میں کر رہی ہوں بکا خدارا
کہاں ہو عمو صدا سناؤ، سکینہ تم کو بلا رہی ہے

اِیْ عَمُّوْ جَانَمْ یِکْ قَوْلْ دَادَمْ، اَگَرْچِہْ اَزْ تَشْنَگِیْ بِمِیْرَمْ
نَہ آبِیْ خَوَاھَمْ اَزِتْ اِیْ عَمُّوْ، سَکِیْنِہْ خَوَاھِشْ کُنَدْ خُدَارَا
یہ وعدہ کرتی ہوں میرے عمو، عطش سے چاہے میں مر بھی جاؤں
گلہ نہ پانی کا میں کرونگی، نہ ہوئیے اب خفا خدارا
کہاں ہو عمو صدا سناؤ، سکینہ تم کو بلا رہی ہے

اَگَرچِہ مُشْکِلُ کُشَا عَلِیُ اَسْتْ، شُمَا کِہ بَابِ مُرَادُ هَسْتِیُ
بِحَقِّ عُقْدِہ کُشَایِ عَالَمُ، زِ بَیْنُ مُشْکِلُ رَوَدُ خُدَارَا
یہ سچ ہے مشکلکشا علی ہیں، مگر ہو بابِ مراد تم بھی
بلائیں شیعوں کے سر سے ٹالو، بحقِّ مشکلکشا خدارا
کہاں ہو عمو صدا سناؤ، سکینہ تم کو بلا رہی ہے

زَبَانِ غَافِرؔ مَصَائِبَمُ رَا، بِہ طَرْزِ سُوْزُوْ گُدَازُ گُفْتِہ
بُگُوْکِہ اُوْ کَرْبَلَا بِیَایَدُ، تَمَنَّا اِیْشَانُ کُنَدُ خُدَارَا
ہمارا شاعر ہمارا ذاکر، فلکؔ کرے ہے بیاں مصائب
اسے بھی پھر سے بلالو کربل، ہے اس کے دل کی صدا خدارا
کہاں ہو عمو صدا سناؤ، سکینہ تم کو بلا رہی ہے
پکار لو مجھ کو ورنہ میرے بدن سے جاں نکلی جارہی ہے
کہاں ہو عمو صدا سناؤ، سکینہ تم کو بلا رہی ہے

۲۰۱۶ء

☆☆☆

﴿ہائے عباس!!﴾

نوحہ

دلسوز واقعہ یہ مقاتل میں ہے لکھا　　زہرا نے اک خطیب سے یہ خواب میں کہا
ذاکر! مرے جری کی مصیبت بیان کر　　یہ سن کے اس خطیب کا پھٹنے لگا جگر
روکر یہ پوچھا بی بی! مصیبت ہے کون سی　　منبر سے آج تک نہ جو میں نے بیان کی
فرمایا فاطمہ نے مصیبت ہے یہ بڑی　　گھوڑے سوار فرش پہ گرتا ہے جس گھڑی
پہلے زمیں پہ رکھتا ہے ہاتھوں کو آہ آہ　　بیٹے کے میرے ہاتھ بھی باقی نہ تھے واللہ

کیسے نہ غیر حال ہو مولا حسین کا　　مرنے کو جا رہا ہے سہارا حسین کا

عباس آئے خیمۂ شاہِ انام میں　　کی عرض آکے خدمت عالی مقام میں
گونجی ہیں العطش کی صدائیں خیام میں　　بچوں کی زندگانی ہے پانی کے جام میں
کیسے نہ غیر حال ہو مولا حسین کا
مرنے کو جا رہا ہے سہارا حسین کا

گر آپ کا غلام اجازت نہ پائے گا　　دریائے شرمساری میں یہ ڈوب جائے گا
دے دیجے اذن، بھر کے ابھی مشک لائے گا　　تشنہ لبوں کو پانی یہ لاکر پلائے گا
کیسے نہ غیر حال ہو مولا حسین کا
مرنے کو جا رہا ہے سہارا حسین کا

غازی کواذن دے دیا دل کو لیا سنبھال   مشک سکینہ باندھی علم سے بصد ملال
روکر کہا تمہاری جدائی تو ہے محال   لیکن قضاؤ قدر میں میری ہے کیا مجال
کیسے نہ غیر حال ہو مولا حسین کا
مرنے کو جا رہا ہے سہارا حسین کا

پہنچے نہر پہ حضرت عباسِ باوفا   دریا میں گھوڑا ڈال کے مشکیزہ بھر لیا
مشکیزہ بھرکے پشتِ فرس پر بھی رکھ دیا   فوراً ہی فوجِ ظلم نے یلغار کردیا
کیسے نہ غیر حال ہو مولا حسین کا
مرنے کو جا رہا ہے سہارا حسین کا

اک تشنہ لب ہزاروں سے بے انتہا لڑا   آئی صدا نجف سے مرے لال! مرحبا
اتنے میں ایک شقیؔ ازل حملہ ور ہوا   جس نے جری کا داہنہ بازو قلم کیا
کیسے نہ غیر حال ہو مولا حسین کا
مرنے کو جا رہا ہے سہارا حسین کا

دائیں کے بعد بایاں بھی بازو جدا ہوا   لیکن جری کو پھر بھی سکینہ کا دھیان تھا
اک تیر آکے آنکھ میں ضیغم کی جب لگا   آنکھوں کو صاف کرنے میں مشکیزہ چھد گیا
کیسے نہ غیر حال ہو مولا حسین کا
مرنے کو جا رہا ہے سہارا حسین کا

پانی کو بہتا دیکھ کے واپس پلٹ گئے   سوچا کہ اب خیام میں جاکر ہی کیا کرے
زخمی جو دیکھا شیر کو، روباہ آگئے   ایسا ستم کیا کہ نہ مولا سنبھل سکے
کیسے نہ غیر حال ہو مولا حسین کا
مرنے کو جا رہا ہے سہارا حسین کا

گھوڑے پہ جب سنبھل نہ سکے تب ندا یہ دی مولا سلام لیجئے میرا اب آخری
بولے امام سن کے صدا اپنے بھائی کی عباس! تیرے غم نے کمر میری توڑ دی
کیسے نہ غیر حال ہو مولا حسین کا
مرنے کو جا رہا ہے سہارا حسین کا

پہنچے غرض امام برادر کی لاش پر زانو پہ اپنے رکھ لیا شیرِ جری کا سر
عباس روکے بولے کہ یا شاہِ بحروبر پہنچا سکا نہ پانی پھٹا جاتا ہے جگر
کیسے نہ غیر حال ہو مولا حسین کا
مرنے کو جا رہا ہے سہارا حسین کا

بس اتنا کہہ کے راہیِ فردوس ہوگئے مشک و علم کو شاہ سوئے خیمہ لے چلے
بولی سکینہ دور سے پرچم کو دیکھ کے وہ دیکھو پانی آتا ہے پیاسوں کے واسطے
کیسے نہ غیر حال ہو مولا حسین کا
مرنے کو جا رہا ہے سہارا حسین کا

پرچم کو خالی دیکھ کے بچی تڑپ گئی بولی چچا کے بعد میں زندہ ہی کیوں رہی
فرمایا روکے شاہ نے اے میری لاڈلی! عباسِ نامدار نے جنت کی سیر کی
کیسے نہ غیر حال ہو مولا حسین کا
مرنے کو جا رہا ہے سہارا حسین کا

روکو فلکؔ قلم کو کہ محشر کا ہے سماں آنسو لہو کے رونے لگے ارض و آسماں
غازی کے واقعہ کو میں کیسے کروں بیاں عباسِ نامور کے مصائب تو ہیں عیاں
کیسے نہ غیر حال ہو مولا حسین کا
مرنے کو جا رہا ہے سہارا حسین کا ۲۵ر مئی ۲۰۰۰ء

☆☆☆

﴿ہائے... میرا عباسؑ!﴾

نوحہ

التجا کرتے ہیں ہم تجھ سے خدایا سن لے ‏ ‏ بھائی عباس سا، زینب سی بہن سب کو دے
بازو، اس بھائی کے اللہ سلامت رکھنا ‏ ‏ کام بس جس کا ہے بہنوں کی حفاظت کرنا
شیر سا بھائی کبھی بھی نہ بہن سے بچھڑے ‏ ‏ لب سے خواہر کے کبھی بھی نہ یہ نوحہ نکلے

میرا بھائی نہ رہا میرا غازی نہ رہا ‏ ‏ میرا بھائی نہ رہا میرا غازی نہ رہا
زینب خستہ جگر کہتی ہیں یہ رو رو کر ‏ ‏ میرا بھائی نہ رہا میرا غازی نہ رہا

کس میں جرأت تھی ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھے ‏ ‏ دربدر آلِ پیمبر کو پھرا کر دیکھے
جب تلک شیرِ غضنفر تھا شہِ دیں کی سپر
میرا بھائی نہ رہا میرا غازی نہ رہا

جب وہ زندہ تھا تو دیکھا نہ کسی نے مجھکو ‏ ‏ بعدِ عباس ستایا ہے سبھی نے مجھ کو
سر سے چھینی ہے ستمگر نے ہماری چادر
میرا بھائی نہ رہا میرا غازی نہ رہا

کون اب اس کی جگہ خیموں کا پہرہ دے گا ‏ ‏ کون اب خدمتِ سرور کا سلیقہ دے گا
شمر سے کون بچائے گا سکینہ کے گُہر
میرا بھائی نہ رہا میرا غازی نہ رہا

کیسے ٹوٹے ہوئے نیزہ کو سنبھالے زینب کیسے اجڑے ہوئے کنبہ کو سنبھالے زینب
شاہ والا کی یتیمہ کو سلاؤں کیونکر
میرا بھائی نہ رہا میرا غازی نہ رہا

میری چادر کی اسی نے تو ضمانت لی تھی رب نے کس درجہ اسے غیرت وقوت دی تھی
جب وہ زندہ تھا مرے سر سے نہ سرکی چادر
میرا بھائی نہ رہا میرا غازی نہ رہا

لشکرِ شاہِ دوعالم کا علمدار تھا وہ فوجِ اعدا کے لئے آہنی دیوار تھا وہ
فخر سے اہلِ مدینہ اسے کہتے تھے قمر
میرا بھائی نہ رہا میرا غازی نہ رہا

لیکے مشکیزہ کو نکلا تھا وہ پانی کے لئے خشک ہونٹوں پہ سمندر کی روانی کے لئے
اب بھلا کون سکینہ کے کرے گا لب تر
میرا بھائی نہ رہا میرا غازی نہ رہا

ایسا غیّور کہ غیرت بھی فدا ہے اس پر وعدۂ پردۂ زینب کی قضا ہے اس پر
اس لئے نیزہ پہ رکتا نہیں عباس کا سر
میرا بھائی نہ رہا میرا غازی نہ رہا

اہلبیتِ نبوی شام کے بازاروں میں اتنی غیرت بھی نہ تھی ہائے ستمگاروں میں
عزت احمدِ مرسل کو بچاتے بڑھ کر
میرا بھائی نہ رہا میرا غازی نہ رہا

آلِ سفیان نے اس درجہ ستایا غافرؔ لب پہ زینب کے یہی رہتا تھا نوحہ غافرؔ

میرے پردہ کے محافظ! میں ہوئی بے چادر

میرا بھائی نہ رہا میرا غازی نہ رہا

زینب خستہ جگر کہتی ہے یہ رو رو کر میرا بھائی نہ رہا میرا غازی نہ رہا

جنوری ۲۰۰۹ء

☆☆☆

﴿ہائے نوجواں اکبر﴾

نوحہ

ہائے نوجواں اکبر ہائے نوجواں اکبر لاشۂ پسر پر تھی شاہ کی فغاں اکبر
ہائے نوجواں اکبر ہائے نوجواں اکبر

چاند اُمِّ لیلیٰ کے قلب شاہِ والا کے کیوں بنالیا رن کو اپنا آشیاں اکبر
ہائے نوجواں اکبر ہائے نوجواں اکبر

ہوگئے خفا کس سے گھر کو کیوں نہیں چلتے دو جواب اے بیٹا! لو نہ امتحاں اکبر
ہائے نوجواں اکبر ہائے نوجواں اکبر

تیرے بعد اے بیٹا! کیا کروں گا میں جی کے خاک ایسے جینے پر جب نہ ہو جواں اکبر
ہائے نوجواں اکبر ہائے نوجواں اکبر

کیا جواب دیں بیٹا پوچھے گر تمہیں صغریٰ کس طرح سے سمجھائیں بولو نوجواں اکبر
ہائے نوجواں اکبر ہائے نوجواں اکبر

ماں نے تیری شادی کے بیٹا خواب دیکھے تھے بن گیا ترا سہرا خون کے نشاں اکبر
ہائے نوجواں اکبر ہائے نوجواں اکبر

کچھ نظر نہیں آتا باپ کو سہارا دو چل رہی ہیں آنکھوں میں غم کی آندھیاں اکبر
ہائے نوجواں اکبر ہائے نوجواں اکبر

خون سے وضو کرکے منتظر نمازی ہیں لہجۂ پیمبر میں پھر کہو اذاں اکبر
ہائے نوجواں اکبر ہائے نوجواں اکبر

کس طرح سکوں پاؤں کیسے روکوں اشکوں کو چبھ رہی ہیں سینہ میں تیری ہچکیاں اکبر
ہائے نوجواں اکبر ہائے نوجواں اکبر

تھا بہار کا موسم گل نہ کھل سکے ہائے گلشنِ شہِ دیں میں آ گئی خزاں اکبر
ہائے نوجواں اکبر ہائے نوجواں اکبر

ہائے کیا مصائب ہیں، رودیا قلم میرا کیا فلکؔ رقم کردے تیری داستاں اکبر
ہائے نوجواں اکبر ہائے نوجواں اکبر
ہائے نوجواں اکبر ہائے نوجواں اکبر

۲۰۰۴ء

☆☆☆

﴿برچھی کی اَنِیُ﴾

مصائب جناب علی اکبر علیہ السلام

برچھی کی انی سینۂ اکبر میں چھپی ہے   برچھی کی انی سینۂ اکبر میں چھپی ہے

برچھی کی انی سینۂ اکبر میں چھپی ہے   فرزند پیمبر پہ قیامت کی گھڑی ہے
سینے پہ رکھے ہاتھ نبوت بھی کھڑی ہے   قدموں میں پڑی موت یہی سوچ رہی ہے
ہمشکل پیمبر کو میں لے جاؤں گی کیسے
اس چاند کو میں خاک میں دفناؤں گی کیسے
برچھی کی انی ....

ایوب ذرا صبر کی میزان سجا لو   یعقوب سے بچھڑے ہوئے یوسف کو ملا دو
یا خواب براہیم کی تعبیر بتادو   ہمشکل پیمبر کو مصیبت سے بچا لو
اک ماں پہ بہت سخت ہے بیٹے کی جدائی
ہے ایک طرف بیٹا تو اک سمت خدائی
برچھی کی انی ....

مقتل کی زمیں بن گئی میدان قیامت   جس سمت نظر جائے مصیبت ہی مصیبت
تقدیر الٰہی میں معین ہے شہادت   اللہ رے شبیر کا انداز سخاوت
قربان گھرانہ کو کیا راہ خدا میں
جو کچھ بھی اثاثہ تھا دیا راہ خدا میں
برچھی کی انی ....

ہر سمت سے گھیرے ہوئے کفار کا لشکر اغیار کے مجمع میں ہے تنہا علی اکبر
اُس سمت نظر آتے ہیں سیراب ستمگر سہ روز کا پیاسا ہے اِدھر دلبر سرور
کیسے ہو بیاں شہ پہ مصائب جو پڑے ہیں
ایوب بھی حیرت سے کھڑے دیکھ رہے ہیں
برچھی کی انی ....

اس کرب سے ہونے لگا کہرام فلکؔ پر لو عصر کے ہنگام ہوئی شام فلکؔ پر
جبریل امیں دیتے ہیں پیغام فلکؔ پر ہم کیسے بھلا پائیں گے آرام فلکؔ پر
تنہا ہیں حسین ابن علی دشت بلا میں
ناموس، پیمبر کی ہے مشغول بکا میں
برچھی کی انی ....
برچھی کی انی ....

۶رمحرم الحرام ۱۴۴۲ھ

☆☆☆

﴿ماں کے گلِ تر قاسم﴾

نوحہ

اے مرے نورِ نظر اے مرے دلبر قاسم   لاش پہ گریہ کناں ہے تری مادر قاسم
اے مرے نورِ نظر اے مرے دلبر قاسم

لاش پامال ہوئی تیری سُمِ اسپاں سے   لائے کس طرح تجھے خیمہ میں سرور قاسم
اے مرے نورِ نظر اے مرے دلبر قاسم

کس طرح چین سے سوؤگے بھلا خاروں میں   اے گلِ نازنیں مادر کے گلِ تر قاسم
اے مرے نورِ نظر اے مرے دلبر قاسم

سوچتی تھی کہ بہو لاؤں گی لیکن اب تو   اپنے ارمان کو دفنائے گی مادر قاسم
اے مرے نورِ نظر اے مرے دلبر قاسم

پوچھ لے صغریٰ اگر قاسمِ ذیشاں ہے کہاں   کیا بتائے گی بھلا اس کو یہ مضطر قاسم
اے مرے نورِ نظر اے مرے دلبر قاسم

جب تلک زندہ تھا تو تھی نہ کسی میں جرأت   اب مرے سر سے چھنے گی مری چادر قاسم
اے مرے نورِ نظر اے مرے دلبر قاسم

کیا مدینہ میں پہنچ کر میں انہیں دوں گی جواب   تیرے احباب جو پوچھیں تجھے آکر قاسم
اے مرے نورِ نظر اے مرے دلبر قاسم

کربلا پھر سے فلکؔ کو بھی بلا لو بیٹا   یہ بھی ادنیٰ سے تمہارا ہے سخنور قاسم
اے مرے نورِ نظر اے مرے دلبر قاسم
لاش پہ گریہ کناں ہے تری مادر قاسم
اے مرے نورِ نظر اے مرے دلبر قاسم

سنہ ۱۴۲۸ھ

☆☆☆

﴿تیرہ سال کا مظلوم: قاسم علیہ السلام﴾

نوحہ

قاسم... قاسم... مادر کے جگر قاسم...
نالاں... نالاں... تجھ پر ہے سحر قاسم...
میرا بیٹا روٹھ گیا میرا بیٹا روٹھ گیا

روٹھ گئے ہو مجھ سے مناؤں آجاؤ تشنہ لب تھے پانی پلاؤں آجاؤ
رن کے لئے میں تم کو سجاؤں آجاؤ بابا کی روداد سناؤں آجاؤ
بیٹا... بیٹا... کیوں روٹھ گئے بیٹا...
سرور... سرور... روتے ہیں بہت سرور...
میرا بیٹا روٹھ گیا میرا بیٹا روٹھ گیا

بابا تمہارے ابن علی تھے سبز قبا ظالم نے بابا کو دیا تھا زہر دغا
جسم حسن کا زہر دغا سے سبز ہوا دارِ فنا سے کوچ کیا پھر دار بقا
بیٹا... بیٹا... دلبندِ حسن سن لو...
تڑپے... تڑپے... تڑپے تھے بہت شبر...
میرا بیٹا روٹھ گیا میرا بیٹا روٹھ گیا

اپنی ماں کو کس کے سہارے چھوڑ دیا کیوں ہو ساکت کچھ تو بتاؤ کیوں ہو خفا
تم ہی تو ہو نورِ نظر، ہو گھر کا دِیا کیسے گھر شبر کا سب ویران ہوا
بیٹا... بیٹا... سوچو تو ذرا بیٹا...
مادر... مادر... اب کیسے جئے مادر...
میرا بیٹا روٹھ گیا میرا بیٹا روٹھ گیا

ٹاپوں سے فرزند حسن پامال ہوا خیمہ میں ماں کرتی رہی رو رو کے بکا
لال مرا مقتل کی زمیں پر مارا گیا بیبیو! آؤ مل کے بچھائیں فرش عزا
بیٹا... بیٹا... فریاد کروں بیٹا...
مضطر... مضطر... بے ہوش ہوئی مضطر...
میرا بیٹا روٹھ گیا میرا بیٹا روٹھ گیا

نوحہ فلکؔ نے کچھ ایسے تحریر کیا اہل عزا نے سینے پیٹے نوحہ پڑھا
اس کو بھی اے بیٹا! بلا لو کرب و بلا اس نے تمہاری مظلومی پہ گریہ کیا
بیٹا... بیٹا... دعوت دو اسے بیٹا...
سر پر... سر پر... ہے خاکِ بلا سر پر...
میرا بیٹا روٹھ گیا میرا بیٹا روٹھ گیا
قاسم... قاسم... مادر کے جگر قاسم... نالاں... نالاں... تجھ پر ہے سحر قاسم...
میرا بیٹا روٹھ گیا میرا بیٹا روٹھ گیا

۱۴۳۸ھ

☆☆☆

﴿زینب کے دلارے﴾

نوحہ

ہے عون و محمد ہے عون و محمد   ہے عون و محمد ہے عون و محمد
ماموں پہ فدا ہوگئے زینب کے دلارے   ہے عون و محمد ہے عون و محمد
ہیں گریہ کناں ان کی مصیبت پہ ستارے   ہے عون و محمد ہے عون و محمد

جب شہ سے طلب کرنے لگے جنگ کی رخصت   لپٹا کے کہا کیسے بھلا دے دوں اجازت
تم تو مِری ماںجائی کی آنکھوں کے ہو تارے   ہے عون و محمد ہے عون و محمد

پیاسے تھے مگر منہ سے لگایا نہیں پانی   تھی یاد سکینہ کی تمہیں تشنہ دہانی
تم پیاس کے عالم میں سوئے خلد سدھارے   ہے عون و محمد ہے عون و محمد

گرمی کے سبب دونوں کی اینٹھی تھیں زبانیں   تھراتے ہوئے تھامے تھے گھوڑوں کی لگامیں
تھے خوں میں نہائے ہوئے شبیر کے پیارے   ہے عون و محمد ہے عون و محمد

زینب کو نظر آئے جو بچوں کے مصلے   دل لرزا فلکؔ کہنے لگیں رو کے تڑپ کے
اے بچو! مجھے چھوڑ گئے کس کے سہارے   ہے عون و محمد ہے عون و محمد

۲۶/ذی الحجہ ۱۴۴۰ھ ۲۸/اگست ۲۰۱۸ء

☆☆☆

﴿اے نور نظر اصغر﴾

نوحہ

اصغر...... اصغر...... اے نور نظر اصغر مادر...... مادر...... قربان گئی مادر

عاشور کی شب اصغر سے یہی کہتی تھی ربابِ خستہ جگر
گھر جائیں عدو کے لشکر میں جب شاہِ زماں اے میرے پسر
اس وقت دکھا دینا تم بھی حیدر کے لہو کا جوش و اثر
اصغر...... اصغر...... اے نور نظر اصغر
ہنس کر...... ہنس کر...... ہنس کر...... ہنس کر......
اصغر...... اصغر...... اے نور نظر اصغر مادر...... مادر...... قربان گئی مادر

اے جانِ چمن اے رشکِ قمر، زہرا کے گلِ تر آجاؤ
آغوش ہے خالی مادر کی بے چین ہے مضطر آجاؤ
تر کردوں تمہارا خشک گلا آغوش میں اصغر آجاؤ
اصغر...... اصغر...... اے نور نظر اصغر
کوثر...... کوثر...... کوثر...... کوثر......
اصغر...... اصغر...... اے نور نظر اصغر مادر...... مادر...... قربان گئی مادر

تم ماں سے خفا ہو اے بیٹا یوں ممتا مجھے تڑپاتی ہے
پل پل آنسو برساتی ہے بیہوش کبھی ہوجاتی ہے
گہوارہ جھلاتی رہتی ہے بس دل کو یونہی بہلاتی ہے
اصغر...... اصغر...... اے نور نظر اصغر
مادر...... مادر...... مادر...... مادر......
اصغر...... اصغر...... اے نور نظر اصغر مادر...... مادر...... قربان گئی مادر

جب رات میں سوتی تھی میں کبھی سینے پہ سلاتی تھی تم کو
جب چین نہیں ملتا تھا تمہیں گہوارہ جھلاتی تھی تم کو
سورج کی تپش سے ہر لمحہ دامن میں چھپاتی تھی تم کو
اصغر...... اصغر...... اے نور نظر اصغر
مضطر...... مضطر...... مضطر...... مضطر......
اصغر...... اصغر...... اے نور نظر اصغر مادر...... مادر...... قربان گئی مادر

اک ساقی کوثر کا بیٹا اک ساقی کوثر کا پوتا
ظالم سے سوال آب کریں! اللہ یہ کیسا وقت پڑا
پانی کی جگہ اصغر کے لگا ملعون کا تیرِ سہ شعبہ
اصغر...... اصغر...... اے نور نظر اصغر
محشر...... محشر...... محشر...... محشر......
اصغر...... اصغر...... اے نور نظر اصغر مادر...... مادر...... قربان گئی مادر

ششماہے مجاہد اصغر کو جب باپ کے ہاتھوں پر دیکھا
سورج کو پسینہ آنے لگا اور عرش الٰہی خوں رویا
ظالم نے کیا کچھ ایسا ستم بچہ کے گلے سے خوں ابلا
اصغر...... اصغر...... اے نور نظر اصغر
یُـنْـحَرُ...... یُنْحَرُ...... یُنْحَرُ...... یُنْحَرُ......
اصغر...... اصغر...... اے نور نظر اصغر مادر...... مادر...... قربان گئی مادر

آرام لحد میں بھی نہ ملا ظالم نے ستم ایسا ڈھایا
نیزہ سے نکالا لاشے کو پھر تن سے جدا سر کر ڈالا
مادر نے سنا جب ایسا ستم بیہوش ہوئی مادر دکھیا
اصغر...... اصغر...... اے نور نظر اصغر
روکر...... روکر...... روکر...... روکر......
اصغر...... اصغر...... اے نور نظر اصغر مادر...... مادر...... قربان گئی مادر

جب تیر لگا حلقوم پہ تو مادر نے کہا تھا اے غافرؔ
ھَلْ مِثْلُکَ یُنْحَرُ اے بیٹا!، پھٹتا ہے کلیجہ اے غافرؔ
اصغر کے مصائب لکھنے میں تھراتا ہے خامہ اے غافرؔ
اصغر...... اصغر...... اے نور نظر اصغر
سن کر...... سن کر...... سن کر...... سن کر......
اصغر...... اصغر...... اے نور نظر اصغر مادر...... مادر...... قربان گئی مادر

۲۰۱۶ء

☆☆☆

﴿گود کے پالے اصغر﴾

نوحہ

اے مرے لال! مرے ہنسلیوں والے اصغر　　اپنی مادر کو کیا کس کے حوالے اصغر
اے مرے لال! مرے ہنسلیوں والے اصغر

تیرے قاتل کے مرے لال کیا اولاد نہ تھی　　کمسنی میں جو چبھوئے ترے بھالے اصغر
اے مرے لال! مرے ہنسلیوں والے اصغر

خشک تھا تیرا گلا تیرِ ستم جب کھایا　　آ تری دائی تجھے دودھ پلالے اصغر
اے مرے لال! مرے ہنسلیوں والے اصغر

کس طرح جلتی ہوئی ریت پہ نیند آئے گی　　میرے گلفام مرے نازوں کے پالے اصغر
اے مرے لال! مرے ہنسلیوں والے اصغر

بِن ترے زندہ نہ رہ پاؤں گی میرے بیٹا　　پاس اپنے ہی تو ماں کو بھی بلالے اصغر
اے مرے لال! مرے ہنسلیوں والے اصغر

گود خالی ہے مری، سونا ترا گہوارہ　　تجھ کو ڈھونڈوں میں کہاں گود کے پالے اصغر
اے مرے لال! مرے ہنسلیوں والے اصغر

بن ترے سارا جہاں لگتا ہے اندھیر مجھے   اچھے لگتے نہیں اب مجھ کو اجالے اصغر
اے مرے لال! مرے ہنسلیوں والے اصغر

تیرے مرنے سے ستاروں کی چمک ختم ہوئی   اے مرے چاند مرے گھر کے اجالے اصغر
اے مرے لال! مرے ہنسلیوں والے اصغر

تیری رودادِ الم لکھ دی فلکؔ نے بیٹا   اپنے روضہ پہ اسے پھر سے بلالے اصغر
اے مرے لال! مرے ہنسلیوں والے اصغر
اے مرے لال! مرے ہنسلیوں والے اصغر

سنہ ۲۰۰۴ء

☆☆☆

﴿ماں اور گھوارہ﴾

نوحہ

ماں جھولے سے لپٹی ہے دعا مانگ رہی ہے
بچے کے جنازے پہ قضا مانگ رہی ہے

بیمارِ وفا سارا جہاں ہوگیا مولا آئی ہے تباہی کے دہانے پہ یہ دنیا
عباس کے پرچم کی ہوا مانگ رہی ہے ماں جھولے سے لپٹی ہے دعا مانگ رہی ہے

اللہ کرم کر مرے معبود کرم کر کیا کوہِ الم آ پڑا شبیر کے اوپر
زینب کے دلاروں کو قضا مانگ رہی ہے ماں جھولے سے لپٹی ہے دعا مانگ رہی ہے

زینب کا برا حال ہے روتی ہے سکینہ مقتل سے بلاتی ہے شہیدوں کو حزینہ
امداد بصد آہ و بکا مانگ رہی ہے ماں جھولے سے لپٹی ہے دعا مانگ رہی ہے

خاکم بہ دہن خاک پہ ششماہہ پڑا ہے یہ دیکھ کے مادر کا برا حال ہوا ہے
بے شیر کے جینے کی دعا مانگ رہی ہے ماں جھولے سے لپٹی ہے دعا مانگ رہی ہے

لیلیٰ کی دعا ہے یہ مصلے پہ مکرر معبود پلٹ آئے مرا یوسفِ سرور
شبیر کی آنکھوں کی ضیا مانگ رہی ہے ماں جھولے سے لپٹی ہے دعا مانگ رہی ہے

فروہ کے جگر قاسمِ ناشاد کا نالہ — کلثوم کی آنکھوں سے وہ بہتا ہوا دریا
اصغر کا لہو کرب و بلا مانگ رہی ہے — ماں جھولے سے لپٹی ہے دعا مانگ رہی ہے

عباس کی شمشیر ہے پہلو میں ہراساں — نوحہ کبھی کرتی ہے کبھی ہوتی ہے گریاں
میدان میں جانے کی رضا مانگ رہی ہے — ماں جھولے سے لپٹی ہے دعا مانگ رہی ہے

روتا ہے فلکؔ دیکھ کے دکھیا کا تڑپنا — شاہد ہے کہ یاد آتا ہے بے شیر کا جھولا
جلتے ہوئے جھولے کی بقا مانگ رہی ہے — ماں جھولے سے لپٹی ہے دعا مانگ رہی ہے

ماں جھولے سے لپٹی ہے دعا مانگ رہی ہے
بچے کے جنازے پہ قضا مانگ رہی ہے

۲۲؍محرم ۱۴۳۸ھ۔۲۴؍اکتوبر ۲۰۱۶ء

☆☆☆

﴿ننّھی لحد﴾

نوحہ

اِنَّ لِلّٰــہِ وَ اِنَّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُونْ   اِنَّ لِلّٰــہِ وَ اِنَّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُونْ

جب ھَلْ مِنْ نَاصِرٍ یَنْصُرْنَا میدان میں کہتے تھے سرور
ششماہہ گرا گہوارہ سے، اے بابا! ابھی زندہ ہے پسر
یہ کیسی قیامت آن پڑی خیموں میں عجب محشر ہے بپا
اِنَّ لِلّٰــہِ وَ اِنَّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُونْ   اِنَّ لِلّٰــہِ وَ اِنَّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُونْ

اصغر کو چھپا کر دامن میں پہنچے ہیں شہِ دیں مقتل میں
مرجھائے نہ کیوں نازک سی کلی ہے تپتی زمیں پر جنگل میں
پپڑائے ہیں لب سوکھی ہے زباں اک قطرہ مگر پانی نہ ملا
اِنَّ لِلّٰــہِ وَ اِنَّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُونْ   اِنَّ لِلّٰــہِ وَ اِنَّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُونْ

پانی کی جگہ دشمن نے دیا بے شیر کو تیر سہ شعبہ
اصغر کے گلے سے پار ہوا بازوئے شہِ دیں چھید گیا
اس ننھی کلی نے بابا کی آغوش ہی میں دم توڑ دیا
اِنَّ لِلّٰــہِ وَ اِنَّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُونْ   اِنَّ لِلّٰــہِ وَ اِنَّـا اِلَیْـہِ رَاجِعُونْ

اصغر کا لہو ہے چلّو میں شبیر پہ ہے آفت کی گھڑی
معصوم لہو سے خوف زدہ ہیں ارض و سما بھی انکاری
مظلوم پدر نے رو روکر بچے کا لہو چہرے پہ ملا
اِنَّ لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ اِنَّ لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ

خیمہ کی طرف بڑھتے ہیں قدم پیچھے کی طرف ہٹتے ہیں کبھی
دشوار بہت ہے وقت پڑا شبیر کو یاد آتے ہیں علی
بے شیر کی میت ہاتھوں پر پیہم ہے لبِ سرور پہ صدا
اِنَّ لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ اِنَّ لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ

یہ سوچ رہے ہیں شاہِ ہدیٰ سمجھاؤں گا اس کو کیا کہہ کر
گر پوچھ لیا یہ مادر نے سیراب ہوا میرا اصغر؟
ہے ریشِ مبارک خون سے تر ہے قلبِ شکستہ محوِ بکا
اِنَّ لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ اِنَّ لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ

شہ بولے ربابِ خستہ جگر! مقتل سے امانت لے آئے
بچے کے گلے میں ناوک تھا ماں کیسے بھلا دیکھے ہائے
سکتے میں پڑی دکھیا نے کہا هَلْ مِثْلُكَ يُنْحَرُ اے بیٹا!
اِنَّ لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ اِنَّ لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ

جب کھود رہی تھی ننھی لحد شمشیر یہی کہتی تھی فلکؔ
اعدا کے سروں کو قطع کروں یوں عرش سے میں اتری تھی فلکؔ
سوچا بھی نہیں تھا اصغر کو دفناؤں گی روزِ عاشورا
اِنَّ لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ اِنَّ لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ

۱۴رصفر ۱۴۳۸ھ ۱۴رنومبر ۲۰۱۶ء

﴿ننھا مجاھد﴾

نوحہ

کہا مادر نے یہ روکر علی اصغر علی اصغر اکیلی رہ گئی مادر علی اصغر علی اصغر
کہا مادر نے یہ روکر علی اصغر علی اصغر

گلے پر تیر سہ شعبہ کا کھانا کم نہیں بیٹا اکھاڑا تم نے بھی خیبر علی اصغر علی اصغر
کہا مادر نے یہ روکر علی اصغر علی اصغر

عدو کی فوج کے چھکّے چھڑائے اس طرح تم نے ستم روتا ہے اعدا پر علی اصغر علی اصغر
کہا مادر نے یہ روکر علی اصغر علی اصغر

تمہاری ماں کو تم پر ناز ہے اے ہسنلیوں والے! شہادت سے ملے ہنس کر علی اصغر علی اصغر
کہا مادر نے یہ روکر علی اصغر علی اصغر

تمہارے خشک ہونٹوں نے اتارا ظلم کا پانی یہی پانی کے ہے لب پر علی اصغر علی اصغر
کہا مادر نے یہ روکر علی اصغر علی اصغر

تمہارے جد تمہارے منتظر ہیں خلد میں بیٹا لئے ہیں ہاتھ میں کوثر علی اصغر علی اصغر
کہا مادر نے یہ روکر علی اصغر علی اصغر

کیا ویران جھولا، چھوڑ دی آغوش مادر کی　　بنایا خاک کا بستر علی اصغرعلی اصغر
کہا مادر نے یہ روکر علی اصغر علی اصغر

سکینہ رورہی ہے کیوں نہیں اٹھتے ہوائے بیٹا..!　　دکھاؤ گھٹنیوں چل کر علی اصغر علی اصغر
کہا مادر نے یہ روکر علی اصغر علی اصغر

مدینہ جب میں جاؤں گی تو کیا بتلاؤں گی اس کو　　تمھیں جو پوچھے گی خواہر علی اصغر علی اصغر
کہا مادر نے یہ روکر علی اصغر علی اصغر

فلکؔ کی بھی شفاعت حشر میں کر دینا اے بیٹا　　مسلسل اس کے ہے لب پر علی اصغر علی اصغر
کہا مادر نے یہ روکر علی اصغر علی اصغر
اکیلی رہ گئی مادر علی اصغر علی اصغر

۱۵/ربیع الاوّل ۱۴۳۴ھ - ۲۰۱۳ء

☆☆☆

﴿شام غریباں﴾

نوحہ

وہ شام غریباں، سونا بن، زینب کا وہ پہرہ مقتل میں　　وہ خون میں تر اولادِ نبی وہ آگ کا صحرا مقتل میں

وہ دشت الم وہ تنہائی وہ راکھ کا بستر، تاریکی　　جب کوئی نہ تھا زینب نے کہا آ جایئے بابا مقتل میں
وہ شام غریباں، سونا بن، زینب کا وہ پہرہ مقتل میں

بیٹی کی صدا سنکر حیدر جنت سے چلے کربل کی طرف　　زینب کی نگاہوں نے دیکھا اسوار کا آنا مقتل میں
وہ شام غریباں، سونا بن، زینب کا وہ پہرہ مقتل میں

بولیں کہ چلا جا واپس تو اب کچھ بھی نہیں ہے پاس مرے　　جو کچھ تھا ہمارا سرمایہ سب کچھ وہ لٹایا مقتل میں
وہ شام غریباں، سونا بن، زینب کا وہ پہرہ مقتل میں

زینب یہ دہائی دیتی رہی اسوار ہے کہ سنتا ہی نہیں　　تب غیظ میں آ کر زینب نے اسوار کو روکا مقتل میں
وہ شام غریباں، سونا بن، زینب کا وہ پہرہ مقتل میں

بولیں کہ مجھے بے بس نہ سمجھ زینب بھی علی کی بیٹی ہے　　دیکھی جو شجاعت حیدر نے تب چہرہ دکھایا مقتل میں
وہ شام غریباں، سونا بن، زینب کا وہ پہرہ مقتل میں

جب عالم غربت میں دیکھا امداد کو بابا آئے ہیں قدموں سے لپٹ کر رو رو کر بابا کو سنایا مقتل میں
وہ شام غریباں، سونا بن، زینب کا وہ پہرہ مقتل میں

اے بابا بتا دیں مجھکو ذرا اُس وقت نہیں کیوں آئے تھے دم توڑتا تھا جب ششماہہ پانی بھی نہ پایا مقتل میں
وہ شام غریباں، سونا بن، زینب کا وہ پہرہ مقتل میں

اک روز میں بیکس و تنہا نے اس درجہ مصائب جھیلے ہیں ٹوٹی ہے کمر تو ختم ہوا آنکھوں کا اجالا مقتل میں
وہ شام غریباں، سونا بن، زینب کا وہ پہرہ مقتل میں

جب هَلْ مِنْ نَاصِرٌ شہ سے سنا بے شیر گرا گہوارہ سے امداد کی خاطر کوئی نہیں شبیر تھے تنہا مقتل میں
وہ شام غریباں، سونا بن، زینب کا وہ پہرہ مقتل میں

مظلوم جدھر کرتا تھا نظر ہر سمت عدو کے تیر و تبر جو اہل حرم کی ڈھارس تھا وہ شیر بھی سویا مقتل میں
وہ شام غریباں، سونا بن، زینب کا وہ پہرہ مقتل میں

جب آگ لگی تھی خیموں میں بیہوش پڑے تھے زین عبا زینب نے سلگتے خیمہ سے عابد کو بچایا مقتل میں
وہ شام غریباں، سونا بن، زینب کا وہ پہرہ مقتل میں

تھے ساقی کوثر کے بچے دریا کے کنارے فریادی پانی کی جگہ دُرّہ تو کبھی ملتا تھا طمانچہ مقتل میں
وہ شام غریباں، سونا بن، زینب کا وہ پہرہ مقتل میں

جب شہ کے گلے پر خنجر تھا اس وقت فلکؔ بھی خوں رویا پتھر نے لہو اگلا ہائے، تھا ارض کو لرزہ مقتل میں
وہ شام غریباں، سونا بن، زینب کا وہ پہرہ مقتل میں

☆☆☆

﴿تھک گئی ہے سکینہ﴾

نوحہ

یَـــا بُـــنَـــیَّ اِلَـــیَّ اِلَـــیَّ　　یَـــا سَـــکِـیُـــنَـــہُ اِلَـــیَّ اِلَـــیَّ
لاشِ سرور سے آواز آئی　　میری بچی مرے پاس آجا
یَـــا بُـــنَـــیَّ اِلَـــیَّ اِلَـــیّ　　یَـــا سَـــکِـیُـــنَـــہُ اِلَـــیَّ اِلَـــیّ

یَا بُنَیَّ کی صدا دے کے بلا لو بابا
تھک گئی ہوں مجھے سینہ پہ سلا لو بابا
عصر گزرا تو ادھر شامِ غریباں آئی　　آل احمد پہ گھٹا رنج و الم کی چھائی
ہو کا عالم ہے ہر اک سمت فقط تنہائی　　میری تنہائی کو تم آکے مٹادو بابا
تھک گئی ہوں مجھے سینہ پہ سلا لو بابا
یَا بُنَیَّ کی صدا دے کے بلالو بابا
تھک گئی ہوں مجھے سینہ پہ سلا لو بابا

شمر نے چھین لئے کانوں سے گوہر میرے　　کون ہے دست کرم رکھے جو سر پر میرے
سوگئے رن میں سبھی قاسم و اکبر میرے　　میرے عمو کو صدا دے کے بلادو بابا
تھک گئی ہوں مجھے سینہ پہ سلا لو بابا
یَا بُنَیَّ کی صدا دے کے بلا لو بابا
تھک گئی ہوں مجھے سینہ پہ سلا لو بابا

شمر کے دُرّے ملے ہیں ہمیں پرسہ کی جگہ　　آپ کے بعد رسن بستہ ہوئے آل عبا
ہم یتیموں کا کوئی پوچھنے والا نہ رہا　　جنگ دادا کی انہیں یاد دلا دو بابا
تھک گئی ہوں مجھے سینہ پہ سلا لو بابا
یَا بُنَیَّ کی صدا دے کے بلا لو بابا
تھک گئی ہوں مجھے سینہ پہ سلا لو بابا

کربلا کوفہ کبھی شام کی گلیوں میں پھرے بابا رسی تھی فقط ایک مگر بارہ گلے
پشتِ اشتر پہ ملاعین نے باندھا تھا مجھے مجھ سی بیمار کو جلدی سے شفا دو بابا
تھک گئی ہوں مجھے سینہ پہ سلا لو بابا
یَا بُنَیَّ کی صدا دے کے بلا لو بابا
تھک گئی ہوں مجھے سینہ پہ سلا لو بابا

امتحاں لیتا ہے ملعون، ہمارا بابا! کچھ تو کر دیجے سکینہ کو اشارہ بابا!
ایسے عالم میں تمہارا ہے سہارا بابا! کون ہیں ہم ذرا ظالم کو بتادو بابا!
تھک گئی ہوں مجھے سینہ پہ سلا لو بابا
یَا بُنَیَّ کی صدا دے کے بلا لو بابا
تھک گئی ہوں مجھے سینہ پہ سلا لو بابا

گود میں بیٹی کی سر باپ کا آیا اے فلکؔ منھ پہ منھ باپ کے بچی نے جو رکھا اے فلکؔ
غمزدہ دل سے یتیمہ کا تھا نوحہ اے فلکؔ میری غربت پہ ذرا اشک بہادو بابا
تھک گئی ہوں مجھے سینہ پہ سلا لو بابا
یَا بُنَیَّ کی صدا دے کے بلا لو بابا
تھک گئی ہوں مجھے سینہ پہ سلا لو بابا
لاشِ سرور سے آواز آئی، میری بچی مرے پاس آجا
یَا بُنَیَّ اِلَیَّ اِلَیَّ ۔ یَا سَکِیْنَہُ اِلَیَّ اِلَیّ
لاشِ سرور سے آواز آئی، میری بچی مرے پاس آجا

☆☆☆

﴿لهو میں تر اصغر کا کُرته﴾

سکینہؑ کے بین

نوحہ

شب غربت سکینہ کا یہ گونجا مرثیہ بابا
لہو میں تر علی اصغر کا کُرتہ ہوگیا بابا

جلے خیمے ردائیں چھن گئیں پردہ کریں کیسے
بیاباں میں مدد کردیجے بہرِ کبریا بابا

چھنے ہیں دُرّ، لگے دُرّے، ستم کی انتہا یہ ہے
ستاتے ہیں طمانچے مارکر یہ اشقیا بابا

نہیں پانی میسر، نذر دے کیسے بھلا خواہر
مرا ننھا برادر تشنہ لب مارا گیا بابا

لرز جاتا ہے دل گھوڑوں کی ٹاپوں کی صدا سنکر
نہیں قابو میں رہ پاتا ہے قلب غمزدہ بابا

جلے خیموں کی لیکر راکھ، میں راہوں میں بیٹھی ہوں
تمہارے جسم کے زخموں کی کردونگی دوا بابا

جو سینے پر کبھی سوتی تھی، سوئے خاک پر کیسے
زمینِ گرم پر سوتی ہوں، سینہ جل گیا بابا

مری ماں اب جھلائے گی ہمیشہ خالی گہوارہ
نشانہ تیر حرمل کا مرا بھیا بنا بابا

لب کوثر پہنچ کر خشک لب تر کرنا اصغر کے
پیاسا، نیم جاں بے شیر میرا مرگیا بابا

مصائب کے سمندر کو فلکؔ کیسے سموئے گا
ہمارے غم میں سیل اشک جاری ہوگیا بابا

شبِ غربت سکینہ کا یہ گونجا مرثیہ بابا
لہو میں تر علی اصغر کا کُرتہ ہوگیا بابا

۲۰۱۶ء

☆☆☆

﴿خطِ صغریٰ﴾

نوحہ...شکوۂ صغریٰ

بیمارِ مدینہ نے یہ لکّھا مرے بھیا　　تکتی ہے ترا راستہ بہنا مرے بھیا
بیمارِ مدینہ نے یہ لکّھا مرے بھیا

جس وقت سے چھوڑا ہے مجھے اے مرے بھائی　　اس دم سے کوئی خیر و خبر بھی نہیں آئی
کیوں یاد نہیں آپ کو صغریٰ مرے بھیا
بیمارِ مدینہ نے یہ لکّھا مرے بھیا

قسمت سے خبر بیاہ کی جب بھائی سنوں گی　　میں ہچکیاں لے لے تمہیں یاد کروں گی
پر تم بھی مجھے بھول نہ جانا مرے بھیا
بیمارِ مدینہ نے یہ لکّھا مرے بھیا

اب چین وسکوں مجھ کو میسر نہیں بھائی　　کیوں دل نہ پریشان ہو اصغر نہیں بھائی
صدیوں کے برابر ہوا لمحہ مرے بھیا
بیمارِ مدینہ نے یہ لکّھا مرے بھیا

آتا ہے نظر جب بھی مجھے ننھا شلوکا　　پھر جاتا نظروں میں تجھی گھٹنیوں چلتا
بیمار کو رلواتا ہے جھولا مرے بھیا
بیمارِ مدینہ نے یہ لکّھا مرے بھیا

آتا ہے نظر خالی مکاں جب مرے بھائی　　فرقت میں عزیزوں کی میں دیتی ہوں دہائی
فریاد کوئی بھی نہیں سنتا مرے بھیا
بیمارِ مدینہ نے یہ لکّھا مرے بھیا

لب پر ہے دعا اور نظر در پہ لگی ہے　　بیمار و پریشاں پہ مصیبت کی گھڑی ہے
ہے آخری ملنے کی تمنا مرے بھیا
بیمارِ مدینہ نے یہ لکّھا مرے بھیا

اس طرح مٹاتی ہے بہن درد و الم کو　　جھک جھک کے اٹھاتی ہے تری خاکِ قدم کو
آنکھوں کا مری ہے یہی سرمہ مرے بھیا
بیمارِ مدینہ نے یہ لکّھا مرے بھیا

کس درجہ میں بیمار ہوں معلوم ہے تم کو　　کل کنبہ کی غم خوار ہوں معلوم ہے تم کو
آجاؤ اگر پانا ہو زندہ مرے بھیا
بیمارِ مدینہ نے یہ لکّھا مرے بھیا

بیمار کی جانب سے شہنشاہِ جہاں کو　　پیغام یہ دے دینا مسیحائے زماں کو
کچھ روز کی مہمان ہے صغرٰی مرے بھیا
بیمارِ مدینہ نے یہ لکّھا مرے بھیا

میں سوچتی تھی بھائی کی جب شادی کریں گے　　بیمار کو بھی شاہ سے کچھ نیگ ملیں گے
پر ہو نہ سکا خواب یہ پورا مرے بھیا
بیمارِ مدینہ نے یہ لکّھا مرے بھیا

ہجولیوں نے جب بھی دکھائے مجھے گہنے　　اور عید کے موقع پر ملیں مجھ سے وہ آ کے
وہ خوش تھیں مرے لب پہ تھا نالہ مرے بھیا
بیمارِ مدینہ نے یہ لکّھا مرے بھیا

سچ ہے کوئی مردہ سے محبت نہیں کرتا　　پر ایسے بھی مردہ کو بھلایا نہیں جاتا
جیسے کہ مجھے تم نے بھلایا مرے بھیا
بیمارِ مدینہ نے یہ لکّھا مرے بھیا

بیمارِ فلکؔ نے یہی آخر میں لکھا تھا　　اے بھائی! جو مرجائے اسی حال میں بہنا
دلہن کو مری قبر پہ لانا مرے بھیا
بیمارِ مدینہ نے یہ لکّھا مرے بھیا

۲۰۰۴ء / ۱۴۲۵ھ

☆☆☆

﴿خط صغریٰ کا جواب﴾

نوحہ

سرور نے بصد گریہ یہ بیمار کو لکّھا مجبور ہوں صغریٰ مجبور ہوں صغریٰ
مجبور ہوں صغریٰ مجبور ہوں صغریٰ

شکوے تو ترے اے مری بیمار بجا ہیں پر باپ ترا گھر گیا اس دشت بلا میں
اس حال میں لینے کو تجھے کیسے میں آتا
مجبور ہوں صغریٰ مجبور ہوں صغریٰ

زینب کے پسر ہوگئے اللہ کو پیارے عباس چچا سوگئے دریا کے کنارے
پامال ہوا قاسمِ ذیشان کا لاشہ
مجبور ہوں صغریٰ مجبور ہوں صغریٰ

قاصد نے ترے مجھ کو نہ پہچانا اے بیٹی پائی نہ بتائی ہوئی کچھ تیری نشانی
مقتل میں سبھی سوگئے تنہا مجھے پایا
مجبور ہوں صغریٰ مجبور ہوں صغریٰ

خط تیرا مری لاڈلی اس حال میں پہنچا میں ننھے مجاہد کی لحد کھود رہا تھا
پانی کی جگہ قبر پہ اشکوں کو بہایا
مجبور ہوں صغریٰ مجبور ہوں صغریٰ

ہر بار نظر کرتا تھا قاصد سوئے خیمہ آنکھوں میں بھرے آنسو سبب اس کا بتایا
بیمار نے کچھ مجھ سے زبانی بھی کہا تھا
مجبور ہوں صغریٰ مجبور ہوں صغریٰ

پوچھا تو کہا صغریٰ نے چلتے میں کہا تھا دروازہ پہ آجائے اگر گھٹنیوں چلتا
ششماہہ کو آغوش میں جلدی سے اٹھانا
مجبور ہوں صغریٰ مجبور ہوں صغریٰ

قاصد کی زبانی جو سنی تیری کہانی بے ساختہ آنکھوں سے ہوئی اشک فشانی
قاصد کو نشاں قبر مجاہد کا دکھایا
مجبور ہوں صغریٰ مجبور ہوں صغریٰ

خط میں یہ لکھا تو نے مرے بھائی جاں اکبر کیا بھول گئے مجھ کو بیابان میں جاکر
خط میں نے ترا لاشۂ اکبر کو سنایا
مجبور ہوں صغریٰ مجبور ہوں صغریٰ

خط سن کے ترا، لاشے میں لرزہ ہوا طاری آئی یہ صدا لاشے سے پیہم کئی باری
زندہ میں اگر ہوتا تو وعدہ کو نبھاتا
مجبور ہوں صغریٰ مجبور ہوں صغریٰ

آخر میں فلکؔ لکھتے ہیں فقرہ یہی سرور رستہ نہ مرا دیکھنا اب اے مری دختر
مقتل کو ترا بابا بھی کچھ دم میں ہے جاتا
مجبور ہوں صغریٰ مجبور ہوں صغریٰ

سرور نے بصد گریہ یہ بیمار کو لکّھا مجبور ہوں صغریٰ مجبور ہوں صغریٰ

۱۳؍جمادی الاوّل ۱۴۲۵ھ

☆☆☆

﴿ہائے غضب﴾

نوحہ

لٹ گئی سلطنتِ شاہِ زمن ہائے غضب   دشمنِ آل ہوا چرخِ کہن ہائے غضب
لٹ گئی سلطنتِ شاہِ زمن ہائے غضب

تیر جب خیمۂ سرور کی طرف آتے تھے   روکے کہتی تھی شہِ دیں کی بہن ہائے غضب
لٹ گئی سلطنتِ شاہِ زمن ہائے غضب

ایک ہی تیر نے بازوئے شہِ دیں توڑا   بھر دیا خون سے اصغر کا دہن ہائے غضب
لٹ گئی سلطنتِ شاہِ زمن ہائے غضب

لاشِ قاسم پہ یہ دلسوز بیاں تھے شہ کے   کیسے لے جاؤں یہ پامال بدن ہائے غضب
لٹ گئی سلطنتِ شاہِ زمن ہائے غضب

جب چلے جانبِ میداں تو شہِ دیں نے کہا   دے دو زینب مرا وہ رختِ کہن ہائے غضب
لٹ گئی سلطنتِ شاہِ زمن ہائے غضب

روکے فرمایا یہ زینب نے مرے ماںجائے   زندگی میں ہی پہنتے ہو کفن ہائے غضب
لٹ گئی سلطنتِ شاہِ زمن ہائے غضب

جب چھنی سر سے ردا رو کے کہا زینب نے اے مرے بھائی! ہے بلوے میں بہن ہائے غضب
لٹ گئی سلطنتِ شاہِ زمن ہائے غضب

اے مرے شیرِ جری کیا تری غیرت کو ہوا بندھ گئی بازوئے زینب میں رسن ہائے غضب
لٹ گئی سلطنتِ شاہِ زمن ہائے غضب

طوق و زنجیر سے مجبور ہے بیمار پسر لاش سرور کی ہے بے گور و کفن ہائے غضب
لٹ گئی سلطنتِ شاہِ زمن ہائے غضب

کربلا پھر سے فلکؔ کو بھی بلا لیں مولا کس طرح سے میں سہوں رنج و محن ہائے غضب
لٹ گئی سلطنتِ شاہِ زمن ہائے غضب
لٹ گئی سلطنتِ شاہِ زمن ہائے غضب

۱۹۹۹ء

☆☆☆

﴿قلزمِ اشک﴾

نوحہ

آنسو بہائیں فاطمہ جاکر کہاں کہاں
بکھرا ہے گلستانِ پیمبر کہاں کہاں

عباس! میرے عون و محمد کدھر گئے		جو گود کے پلے تھے وہ پہلے گزر گئے
مرجھائے ہیں بہن کے گل تر کہاں کہاں
آنسو بہائیں فاطمہ جاکر کہاں کہاں

کیا کیا ستم سہے ہیں حسین غریب نے		داغِ الم دیئے ہیں زہیر و حبیب نے
خوں میں نہاکے سویا ہے لشکر کہاں کہاں
آنسو بہائیں فاطمہ جاکر کہاں کہاں

قاسم، کہیں دلیر برادر کی لاش ہے		اصغر، کہیں شبیہِ پیمبر کی لاش ہے
لاشوں پہ جائے بیکس و مضطر کہاں کہاں
آنسو بہائیں فاطمہ جاکر کہاں کہاں

شہ کی کمر کو توڑا دلاور کی موت نے		آنکھوں کا نور چھینا ہے اکبر کی موت نے
ڈھونڈیں پسر کی لاش کو کیونکر کہاں کہاں
آنسو بہائیں فاطمہ جاکر کہاں کہاں

آغوشِ شاہِ دین پہ نظریں جمی ہوئی جھولے کو دیکھ دیکھ کے سسکی بندھی ہوئی
ڈھونڈے رباب تم کو اے اصغر کہاں کہاں
آنسو بہائیں فاطمہ جاکر کہاں کہاں

ہر سو دکھائی دیتا ہے میداں لہو لہو تنہا کھڑے ہیں سرورِ ذیشاں لہو لہو
کیسے رقم ہو کھائے ہیں خنجر کہاں کہاں
آنسو بہائیں فاطمہ جاکر کہاں کہاں

طفلی کا وعدہ ایسے نبھایا حسین نے تیروں پہ بھی ادا کیا سجدہ حسین نے
تھا یاد ان کو خالقِ اکبر کہاں کہاں
آنسو بہائیں فاطمہ جاکر کہاں کہاں

یہ حالِ زار دیکھ کے روتا رہا فلکؔ رخسار آنسوؤں سے بھگوتا رہا فلکؔ
روئیں تڑپ کے زینب مضطر کہاں کہاں
آنسو بہائیں فاطمہ جاکر کہاں کہاں
بکھرا ہے گلستانِ پیمبر کہاں کہاں

۵؍صفر ۱۴۳۸ھ ۵؍نومبر ۲۰۱۶ء

☆☆☆

﴿گریۂ فلک﴾

نوحہ

گلوئے بے زباں کو چوم کے تیر و کماں روئے　　　لہو چلّو میں لیکے دیر تک شاہِ زماں روئے
گلوئے بے زباں کو چوم کے تیر و کماں روئے

خوشی سے ہر جنازہ کو اٹھایا دشتِ غربت میں　　　مگر اصغر کی میت پر امامِ انس و جاں روئے
گلوئے بے زباں کو چوم کے تیر و کماں روئے

نمازیں اشک برسائیں اقامت سوگ میں بیٹھے　　　علی اکبر کی فرقت میں قیامت تک اذاں روئے
گلوئے بے زباں کو چوم کے تیر و کماں روئے

جوانی میں علی اکبر کا سینہ ہوگیا چھلنی　　　بھلا کیسے نہ دل میں بیٹھ کے نوکِ سناں روئے
گلوئے بے زباں کو چوم کے تیر و کماں روئے

حسینا وا حسینا کی صدا گونجی ہے مقتل میں　　　بیاباں میں تڑپ کر سرورِ ذیشاں کی ماں روئے
گلوئے بے زباں کو چوم کے تیر و کماں روئے

حسین ابنِ علی کے ماسوا کوئی نہیں جس پر　　　بصد حسرت زمین و آسماں، کون و مکاں روئے
گلوئے بے زباں کو چوم کے تیر و کماں روئے

علی کے لال نے اقدارِ انساں کو بچایا ہے ہے اس کا حق کہ اس مظلوم کو سارا جہاں روئے
گلوئے بے زباں کو چوم کے تیر و کماں روئے

ستم ڈھائے گئے تھے عابدِ بیمار پر اتنے پڑے جو جسمِ اطہر پر وہ دُرّوں کے نشاں روئے
گلوئے بے زباں کو چوم کے تیر و کماں روئے

علی کی بیٹیوں کو دیکھ کر بلوے میں ننگے سر مسلسل مقنعہ و چادر بصد آہ و فغاں روئے
گلوئے بے زباں کو چوم کے تیر و کماں روئے

فلکؔ سے خون کی بارش نے سمجھایا ہے دنیا کو سکینہ کی یتیمی پر زمین و آسماں روئے
گلوئے بے زباں کو چوم کے تیر و کماں روئے
لہو چلو میں لیکے دیر تک شاہِ زماں روئے

۲۱ر صفر ۱۴۴۱ھ
(شب بیداری امامبارگاہ پیر کی پٹی چھولس سادات)

﴿سجاد کیا کیا لے چلے﴾

نوحہ

تحفہ سجادِ حزیں کرب و بلا کا لے چلے
رنج و غم، درد و الم، اندوہ و صدمہ لے چلے
تحفہ سجادِ حزیں کرب و بلا کا لے چلے

لاش سرور سے مخاطب ہو کے زینب نے کہا — ہم تمہارا داغ دل پر، میرے بھیا لے چلے
تحفہ سجادِ حزیں کرب و بلا کا لے چلے

باپ کی میت سے رخصت ہو چکے زین العبا — کارواں اجڑا ہوا سوئے مدینہ لے چلے
تحفہ سجادِ حزیں کرب و بلا کا لے چلے

سو گیا ساحل پہ عباس جری سا شیر دل — شکل پرچم میں تمنائے سکینہ لے چلے
تحفہ سجادِ حزیں کرب و بلا کا لے چلے

قاسم و عباس و اصغر کی شہادت کا الم — داغ فرقت اپنے دل پر نوجواں کا لے چلے
تحفہ سجادِ حزیں کرب و بلا کا لے چلے

کربلا کے دشت میں آئے تھے پوری شان سے — ظلم اس درجہ ہوئے، اجڑا گھرانہ لے چلے
تحفہ سجادِ حزیں کرب و بلا کا لے چلے

یاد اصغر کو کرے گی ماں تو دے دینگے اسے   عابد مضطر، لہو میں تر شلوکہ لے چلے
تحفہ سجادِ حزیں کرب و بلا کا لے چلے

کیسے سمجھائے گی عبداللہ کو زینب بھلا   لے کے کیا کیا آئے تھے، افسوس کیا کیا لے چلے
تحفہ سجادِ حزیں کرب و بلا کا لے چلے

اشک برسا کر کیا قبر سکینہ سے خطاب   غمزدہ، رنجیدہ دل، یادِ سکینہ لے چلے
تحفہ سجادِ حزیں کرب و بلا کا لے چلے

کیا قلم لکّھے فلک نے جو ستم ڈھائے فلکؔ   کربلا سے شام کو سجاد کیا کیا لے چلے
تحفہ سجادِ حزیں کرب و بلا کا لے چلے
رنج و غم، درد و الم، اندوہ و صدمہ لے چلے
تحفہ سجادِ حزیں کرب و بلا کا لے چلے

☆☆☆

﴿سوکھی زبانیں﴾

نوحہ

کوئی غم کھائی ماں کربل میں ہے محوِ فغاں اب تک
غمِ سرور میں روتے ہیں زمین و آسماں اب تک

نمازیں بے تحاشہ محوِ گریہ ہیں مساجد میں
علی اکبر کا لہجہ یاد کرتی ہے اذاں اب تک

سنا ہے آج بھی رکھے ہوئے ہیں ہاتھ سینے پر
جگر میں چبھ رہی ہے شاہ کے نوکِ سناں اب تک

کبھی عاشور میں جب پیاس کا احساس ہوتا ہے
نظر میں گھومتی ہے شاہ کی سوکھی زباں اب تک

مِرے بس میں اگر ہوتا تو اصغر کو بچالیتی
یہی کہہ کر بکا کرتی ہے حرمل کی کماں اب تک

حسینی ہے وہی سمجھے جو سرور کے مقاصد کو
عزاداری سے جاری ہے ہمارا امتحاں اب تک

ستم کرب و بلا میں وہ ہوئے زہرا کے جائے پر
ہیں مصروفِ بکا، صبح و مسا کون ومکاں اب تک

علی کی بیٹیوں کی بے ردائی جب سے دیکھی ہے
تبھی سے چاندنی رہتی ہے مصروفِ فغاں اب تک

شجر ہوں یا حجر، انسان وحیواں ہوں کہ وہ جن ہوں
ہر اک مخلوق شہ کے غم میں ہے گریہ کناں اب تک

فلکؔ سوکھی زبانوں پر خدا کی یاد شاہد ہے
شبِ عاشور کی ہم کہہ رہے ہیں داستاں اب تک

کوئی غم کھائی ماں کربل میں ہے محوِ فغاں اب تک
غم سرور میں روتے ہیں زمین وآسماں اب تک

برائے ۲۱رمحرم ۱۴۴۱ھ ۲۱رستمبر ۲۰۱۹ء شب بیداری ممبئی

☆☆☆

اے امِ حبیبہ

بین

تمام دولتِ دنیا لٹا چکے سرور چلا مدینے کی جانب یہ کارواں لٹ کر
میانِ راہ ملاقات ہوگئی اس سے کنیز بن کے جو رہتی تھی ان کی چوکھٹ پر
عجیب وقت تھا زینب پہ ہائے واویلا کنیز پردے میں لیکن ملیکہ ننگے سر
بصد ملال یہ زینب نے روکے فرمایا ستم نے چھین لئے ہم سے ہمدم و یاور
کنیز نے بھی ملیکہ کو جب نہ پہچانا بچشمِ اشک یہ کہتی تھیں زینبِ مضطر

اے امِ حبیبہ............اے امِ حبیبہ............اے امِ حبیبہ............

آغازِ نوحہ

اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ
میں زینبِ غمخوار، پیمبر کی نواسی میں حیدرِ کرار کی، زہرا کی ہوں بیٹی
افسوس کہ تم نے بھی نہ پہچانا اے خواہر
اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ

ہے صرف رسن ایک مگر بارہ گلے ہیں زنجیر میں جکڑے ہوئے سجاد کھڑے ہیں
وہ دیکھو سرِ نیزہ مرے بھائی کا ہے سر
اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ

عباس قتل ہو گیا اکبر گیا مارا حد ہو گئی چھ ماہ کا اصغر گیا مارا
ہم قید ہوئے سارے گھرانے کو لٹا کر
اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ

کیسے میں سناؤں تمہیں پردرد سنانی　　تھا بند کئی روز سے اطفال پہ پانی
سہ روز کا پیاسا تھا جو مارا گیا اصغر
اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ　　اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ

کیسے ہو بیاں کیسا وہ پرحول سماں تھا　　فرزندِ نبی رخصتِ کہن مانگ رہا تھا
اس غربتِ شبیر پہ رونے لگے پتھر
اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ　　اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ

مقتل میں سبھی یاور و انصار پڑے تھے　　شہ نرغۂ اعدا میں اکیلے ہی کھڑے تھے
اصحاب کو دیتے تھے صدا وارثِ حیدر
اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ　　اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ

جس وقت فلکؔ ہونے لگا تیروں سے چھلنی　　روتا تھا فلکؔ خون کہ مل پایا نہ پانی
دامن وہاں پھیلائے تھی شبیر کی مادر
اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ　　اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ
اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ
اے امِ حبیبہ اے امِ حبیبہ

۸؍صفر ۱۴۳۸ھ ۸؍نومبر ۲۰۱۶ء

☆☆☆

﴿بے کفن جنازہ﴾

نوحہ

بے گور و بے کفن ہے جنازہ حسین کا ہے قیدِ ظلم و جور میں بیٹا حسین کا

ایسے ستم ہوئے ہیں کہ کچھ بھی بچا نہیں حد ہوگئی حرم کے سروں پر ردا نہیں
یوں بحرِ رنج و غم میں ہے کنبہ حسین کا
بے گور و بے کفن ہے جنازہ حسین کا

اللہ کیسا وقت ہے آلِ رسول پر عابد کا غیر حال ہے لاشوں کو دیکھ کر
کوئی نہیں اٹھائے جو لاشہ حسین کا
بے گور و بے کفن ہے جنازہ حسین کا

ہوتی ردا تو بھائی کو دیتی کفن بہن بیکس بہن حسین کی تشنہ دہن بہن
آنکھوں میں پھر رہا ہے سراپا حسین کا
بے گور و بے کفن ہے جنازہ حسین کا

نانا نماز تم پہ فرشتے پڑھا گئے لیکن حسین خاک و لہو میں اٹے ہوئے
ذرات نے بدن ہے چھپایا حسین کا
بے گور و بے کفن ہے جنازہ حسین کا

کربل میں کل کمائی لٹائی حسین نے کشتیِ دیں بھنور سے بچائی حسین نے
اب بھی صدا یہ دیتا ہے سجدہ حسین کا
بے گور و بے کفن ہے جنازہ حسین کا

اٹھارہ بھائی ساتھ تھے چھوڑا تھا جب وطن　　جنگل میں کھو کے آئی ہے ان کو یہ خستہ تن
زینب سے نانا لیجئے پرسہ حسین کا
بے گور و بے کفن ہے جنازہ حسین کا

نانا بیاں ہو کیسے غموں کی ستائی ہوں　　کرب و بلا میں کھو کے بھرے گھر کو آئی ہوں
لائی ہوں خوں میں غرق عمامہ حسین کا
بے گور و بے کفن ہے جنازہ حسین کا

نکلا تھا شیر خیمے سے مشک و علم لئے　　افسوس اس جری کے بھی بازو قلم ہوئے
باقی نہیں تھا کوئی سہارا حسین کا
بے گور و بے کفن ہے جنازہ حسین کا

نانا سکینہ شام کے زنداں میں رہ گئی　　کیسے بتاؤں کیسے ستم دل پہ سہہ گئی
سوئی ہے لے کے قبر میں صدمہ حسین کا
بے گور و بے کفن ہے جنازہ حسین کا

روداد اس گھڑی کی ہو کیسے رقم فلکؔ　　رو رو کے کہہ رہا ہے یہ میرا قلم فلکؔ
ماتم ہوا مدینے میں برپا حسین کا
بے گور و بے کفن ہے جنازہ حسین کا

۱۵؍صفر ۱۴۳۸ھ / ۱۵؍نومبر ۲۰۱۶ء

☆☆☆

﴿بازار شام﴾

نوحہ

عابد پہ کیسے کیسے مصائب گزر گئے　　نیزے ستم کے کتنے جگر میں اتر گئے

عباس قتل ہوگئے اکبر نہیں رہا　　ان سے کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کہ کیا ہوا
بیکس کے سارے چاہنے والے ہی مر گئے　　عابد پہ کیسے کیسے مصائب گزر گئے

آلِ رسولِ پاک کو گمراہو! لے چلو　　حاضر ہیں یہ اسیر، جہاں چاہو لے چلو
غربت میں ہم کو چھوڑ کے شمس و قمر گئے　　عابد پہ کیسے کیسے مصائب گزر گئے

اللہ کیسا صبر تھا بیکس امام میں　　خواہر کو دفن کر دیا زندانِ شام میں
میزانِ صبر و ضبط پہ پورے اتر گئے　　عابد پہ کیسے کیسے مصائب گزر گئے

پوچھا گیا شدید مصائب کا جب مقام　　حضرت نے تین بار کہا: شام، شام، شام
ملعون کے دیار میں نیزوں پہ سر گئے　　عابد پہ کیسے کیسے مصائب گزر گئے

اہلِ حرم اسیر ہیں بلوے میں ننگے سر　　کرسی نشیں لعین ہیں ظالم ہے تخت پر
مسلم، حبیب، حرِ دلاور کدھر گئے　　عابد پہ کیسے کیسے مصائب گزر گئے

ہے طوقِ خاردار گلے میں پڑا ہوا　　گردن جھکائے دیں کا مسیحا کھڑا ہوا
ایوب اس مقام پہ آکر ٹھہر گئے　　عابد پہ کیسے کیسے مصائب گزر گئے

اس سانحہ کو کیسے کرے گا رقم فلکؔ　　آنسو لہو کے رونے لگا ہے قلم فلکؔ
بارش ہوئی ہے آگ کی قیدی جدھر گئے　　عابد پہ کیسے کیسے مصائب گزر گئے

۱۲/ صفر ۱۴۳۸ھ / ۱۲/ نومبر ۲۰۱۶ء

☆☆☆

﴿شبیر کا ماتم﴾

نوحہ

جہاں میں ہورہا ہے عابدِ دلگیر کا ماتم کبھی تو طوق و لنگر کا کبھی زنجیر کا ماتم
جہاں میں ہورہا ہے عابدِ دلگیر کا ماتم

ٹپکتا تھا لہو سجاد کے حلقوم سے جب بھی بپا کرتے تھے روکے حضرت شبیر کا ماتم
جہاں میں ہورہا ہے عابدِ دلگیر کا ماتم

نہیں معلوم تھا قبرِ علی اصغر بناؤں گی لحد پر تھا یہی بے شیر کی شمشیر کا ماتم
جہاں میں ہورہا ہے عابدِ دلگیر کا ماتم

گریں گے اشک خود ہی آنکھ سے جب یاد آئے گا علی اصغر کی مظلومی گلے پر تیر کا ماتم
جہاں میں ہورہا ہے عابدِ دلگیر کا ماتم

بچھڑ جائے اگر خواہر سے کوئی بھائی غربت میں کرے وہ یاد شہ پر زینبِ دلگیر کا ماتم
جہاں میں ہورہا ہے عابدِ دلگیر کا ماتم

بہن جب کربلا پہنچی قریبِ لاشۂ سرور یہی تھا لاشۂ شبیر پہ ہمشیر کا ماتم
جہاں میں ہورہا ہے عابدِ دلگیر کا ماتم

چہیتے بھائی! میں ہر چیز لائی تھی مدینہ سے ۔۔۔ کفن لائی نہ اپنے ساتھ، ہے تقدیر کا ماتم
جہاں میں ہورہا ہے عابدِ دلگیر کا ماتم

نبی کی بیٹیوں کو دیکھ کر بلوے میں ننگے سر ۔۔۔ کیا قرآن نے بھی چادرِ تطہیر کا ماتم
جہاں میں ہورہا ہے عابدِ دلگیر کا ماتم

اذاں عاشور کی کیسے بھلادیں مسجدیں آخر ۔۔۔ نمازیں کررہی ہیں اکبرِ دلگیر کا ماتم
جہاں میں ہورہا ہے عابدِ دلگیر کا ماتم

لکھی تھی جو فلکؔ شبیر کی بیمار بیٹی نے ۔۔۔ سدا کرتے رہیں گے ہم اسی تحریر کا ماتم
جہاں میں ہورہا ہے عابدِ دلگیر کا ماتم
جہاں میں ہورہا ہے عابدِ دلگیر کا ماتم

۲۰۰۰ء

☆☆☆

﴿زندانِ شام اور سکینہ﴾

نوحہ

روکے کہتی تھی یہ سرور کی یتیمہ دختر   ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر

کچھ نظر آتا نہیں دن کے اجالے میں یہاں   کیا نظر آئے گا پھر شب کے اندھیرے میں یہاں
اس کا اندھیر پھپھی جاں ہے لحد سے بڑھ کر   ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر
روکے کہتی تھی یہ سرور کی یتیمہ دختر
ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر

آتی زندان کے دروازہ پہ وہ وقتِ مسا   اور پرندوں کو کبھی دیکھتی جب اڑتا ہوا
کرتی تھی عرش کی جانب بڑی حسرت سے نظر   ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر
روکے کہتی تھی یہ سرور کی یتیمہ دختر
ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر

روکے کہتی تھی یہ زینب سے، بتائیں مجھ کو   کس جگہ جاتے ہیں یہ اڑکے، بتائیں مجھ کو
بولی زینب کہ بتاتے ہوئے پھٹتا ہے جگر   ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر
روکے کہتی تھی یہ سرور کی یتیمہ دختر
ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر

چپ تھی زینب پہ سکینہ کا جو اصرار بڑھا ضبط کی تاب نہ باقی رہی رو رو کے کہا
شام کے وقت یہ جاتے ہیں سبھی اپنے گھر ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر
روکے کہتی تھی یہ سرور کی یتیمہ دختر
ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر

جب سنی زینب مضطر کی یہ پُردرد صدا پوچھا یہ بالی سکینہ نے بصد آہ و بکا
اے پھپھی جان! کبھی جائیں گے ہم بھی گھر پر! ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر
روکے کہتی تھی یہ سرور کی یتیمہ دختر
ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر

عرض کرتی ہوں، سکینہ کو بھلانا نہ پھپھی چلتے دم فاتحہ تم قبر پہ پڑھ دینا پھپھی
زندہ رہ پائے گی نہ اب یہ پریشاں مضطر ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر
روکے کہتی تھی یہ سرور کی یتیمہ دختر
ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر

بیبیاں رونے لگیں سن کے سکینہ کی بکا پہنچی دربارِ یزیدی میں صدائے گریہ
طشت میں رکھ کے سکینہ نے دیا شہ کا سر ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر
روکے کہتی تھی یہ سرور کی یتیمہ دختر
ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر

بڑھ کے آغوش میں زینب نے لیا سر شہ کا منھ پہ منھ باپ کے رکھ کر یہ سکینہ نے کہا
ظلم جب ہم پہ ہوئے آپ کہاں تھے اے پدر ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر
روکے کہتی تھی یہ سرور کی یتیمہ دختر
ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر

بین کرتے ہوئے خاموش ہوئی وہ بچی　　نبض دیکھی تو کُھلا یہ کہ وہ دنیا سے گئی
چل بسی بچی رہائی کی تمنّا لیکر　　ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر
روکے کہتی تھی یہ سرور کی یتیمہ دختر
ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر

خوں بھرا کُرتا کفن بالی سکینہ کا بنا　　نکلے دو ہاتھ لحد سے یہی آتی تھی صدا
سونپ دے میری امانت کو مجھے میرے پسر　　ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر
روکے کہتی تھی یہ سرور کی یتیمہ دختر
ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر

آرزو تھی یہ سکینہ کی، رِہا ہوجائے　　پرخدا کی یہ مشیّت تھی یہیں سو جائے
بن گیا قیدِ ستم شام کا، قبرِ مضطر　　ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر
روکے کہتی تھی یہ سرور کی یتیمہ دختر
ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر

ہوگئے اہلِ حرم قید سے جس وقت رِہا　　چلتے دم غافؔر غمگین یہ زینب نے کہا
اے مری لاڈلی اٹھ جاؤ چلو اپنے گھر　　ایسے زندان سے گھٹتا ہے ترا دم دختر
روکے کہتی تھی یہ سرور کی یتیمہ دختر
ایسے زندان سے گھٹتا ہے مرا دم مادر

۲۳؍ جمادی الاوّل ۱۴۲۵ھ

☆☆☆

﴿بالی سکینہ لہو لہو﴾

نوحہ

کچھ یوں ہوئی ہے بالی سکینہ لہو لہو
غمگیں فلکؔ ہے فکر کا دریا لہو لہو

تحریر خونچکاں ہے تو خامہ لہو لہو   جولانِ غم میں فکر کا دریا لہو لہو
ایسے ہوئی ہے بالی سکینہ لہو لہو   زخمی بدن ہے اور ہے کُرتہ لہو لہو
غمگیں فلکؔ ہے فکر کا دریا لہو لہو

کمسن بہت ہے شہ کی یتیمہ خدا گواہ   غم کھائی اس قدر ہے یہ دکھیا خدا گواہ
دُر چھن گئے ہیں گوشِ سکینہ لہو لہو   زخمی بدن ہے اور ہے کُرتہ لہو لہو
غمگیں فلکؔ ہے فکر کا دریا لہو لہو

زندانِ شام میں وہ سکینہ کا امتحاں   بابا کے سر کو دیکھ کے لیتی ہے سسکیاں
سر خوں میں تر ہے شاہ کا چہرہ لہو لہو   زخمی بدن ہے اور ہے کُرتہ لہو لہو
غمگیں فلکؔ ہے فکر کا دریا لہو لہو

آغوش میں سکینہ کی آیا سرِ حسین   گودی میں رکھ کے سر کو وہ کرنے لگی یہ بین
بابا ہمارا ہوگیا کنبہ لہو لہو   زخمی بدن ہے اور ہے کُرتہ لہو لہو
غمگیں فلکؔ ہے فکر کا دریا لہو لہو

بابا تمہارے بعد ستم کا وہ سلسلہ کیسے سہا ہے میں نے مِرا دل ہے جانتا
عابد کا ہوگیا تھا عمامہ لہو لہو زخمی بدن ہے اور ہے کُرتہ لہو لہو
غمگیں فلکؔ ہے فکر کا دریا لہو لہو

بابا سے بین کرکے وہ خاموش ہوگئی زندان میں ہمیشہ ہمیشہ کو سوگئی
لیکر گئی وہ قلبِ شکستہ لہو لہو زخمی بدن ہے اور ہے کُرتہ لہو لہو
غمگیں فلکؔ ہے فکر کا دریا لہو لہو

غسّالہ زخم دیکھ کے رونے لگی حضور کہنے لگی یتیمہ یہ بیمار تھی ضرور
چپکا ہوا ہے تن سے لبادہ لہو لہو زخمی بدن ہے اور ہے کُرتہ لہو لہو
غمگیں فلکؔ ہے فکر کا دریا لہو لہو

عابد نے جب جنازہ اٹھایا تھا اے فلکؔ! غربت پہ قید خانہ بھی روتا تھا اے فلکؔ!
ہائے ہوا پھوپھی کا کلیجہ لہو لہو زخمی بدن ہے اور ہے کُرتہ لہو لہو
غمگیں فلکؔ ہے فکر کا دریا لہو لہو

☆☆☆

﴿خوابیدۂ زندان: سکینہ﴾

نوحہ

یہی تھا دختر سرور کا نوحہ قید خانے میں
لحد سے بھی زیادہ ہے اندھیرا قید خانے میں

مظالم کی کہیں اس درجہ بھی بہتات ہوتی ہے! پتہ چلتا نہیں، کب دن ہے کس دم رات ہوتی ہے
مقید ہوگیا گویا زمانہ قید خانے میں لحد سے بھی زیادہ ہے اندھیرا قید خانے میں

خطا تھی کون سی جس کی سزا یہ ہم نے پائی ہے نبی کی آل ہے زندان میں خالق دہائی ہے
کرم کا ابر برسادے ذرا سا قید خانے میں لحد سے بھی زیادہ ہے اندھیرا قید خانے میں

نہ جانے کون سے گوشے میں جا کر کھو گئی بچی صدا اس کی نہیں آتی ہے شاید سو گئی بچی
اسی کے دم سے اب بھی ہے اجالا قید خانے میں لحد سے بھی زیادہ ہے اندھیرا قید خانے میں

برائے غسل میت جسم سے کرتہ نہیں اترا بصد آہ و فغاں معلوم کرتی ہے یہ غسالہ
مرض لاحق تھا اس بچی کو کیسا قید خانے میں لحد سے بھی زیادہ ہے اندھیرا قید خانے میں

کہا زینب نے یہ روکر مرض کوئی نہ تھا اس کو مِلا دُرّوں کی صورت میں یتیمی کا صلہ اس کو
انہی زخموں میں گزری ہے یہ دکھیا قید خانے میں لحد سے بھی زیادہ ہے اندھیرا قید خانے میں

مصائب پڑھتے پڑھتے ہوگئی خاموش وہ بچی　　ضعیف و ناتواں اٹھا سنبھالے ہتھکڑی بیڑی
بہن کو کر رہا ہے دفن بھیا قید خانے میں　　لحد سے بھی زیادہ ہے اندھیرا قید خانے میں

مدینے کے مسافر کو فلکؔ پیغام یہ دینا　　رسول اللہ کے مرقد پہ جاکے اتنا کہہ دینا
وطن کو یاد کرتی ہے سکینہ قید خانے میں　　لحد سے بھی زیادہ ہے اندھیرا قید خانے میں

یہی تھا دختر سرور کا نوحہ قید خانے میں
لحد سے بھی زیادہ ہے اندھیرا قید خانے میں

۷؍صفر ۱۴۳۸ھ ۔ ۷؍نومبر ۲۰۱۶ء

☆☆☆

﴿میں ہوں سکینہ﴾

نوحہ

میں ہوں سکینہ شہ کی یتیمہ
میں ہوں سکینہ شہ کی یتیمہ

درد و غم و اندوہ و الم کے تحفے ملے ہیں کرب و بلا سے
کمسنی میری اور یہ غربت دُرّوں سے رخسار ہیں نیلے
اب تو میرا دشوار ہے جینا میں ہوں سکینہ شہ کی یتیمہ

بابا نے بندے جو دیئے تھے شمر نے چھینے کانوں سے میرے
کون تھا جو امداد کو آتا سورما رن میں سوئے ہوئے تھے
بھائی میرا بیہوش پڑا تھا میں ہوں سکینہ شہ کی یتیمہ

میں نے جو دیکھے ہیں مناظر رب وہ کسی کو بھی نہ دکھائے
خاکِ یتیمی سر پہ پڑی تھی ملعونوں کے کوڑے بھی کھائے
کون تھا جو دے دیتا دلاسہ میں ہوں سکینہ شہ کی یتیمہ

ہائے جو تھا ہمشکلِ پیمبر سویا تھا وہ بھی رن میں جاکر
دیکھا تھا میں نے اس کے غم میں روئی تھی کیسے تڑپی تھی مادر
اکبر نے کھایا سینہ پہ نیزہ میں ہوں سکینہ شہ کی یتیمہ

پانی نہیں تھا پڑی جمی تھی ہونٹوں پہ سب کے پیاس کے مارے
سوکھا گلا تھا دوددھ کہاں تھا بجھتی عطش بے شیر کی کیسے
تشنہ لبی سے منکا ڈھلا تھا میں ہوں سکینہ شہ کی یتیمہ

بابا گئے تھے بھائی کو لیکے پانی پلانے اعدا کی جانب
پانی دیا نہ فوجِ شقی نے پیاسی رہی نسلِ بوطالب
پانی کے بدلے تیر ستم تھا میں ہوں سکینہ شہ کی یتیمہ

کیسے سناؤں میں وہ کہانی خوں میں ملی شبر کی نشانی
پھٹنے لگا فروہ کا کلیجہ لائے جو شہ قاسم کی سنانی
شورِ فغاں خیموں میں بپا تھا میں ہوں سکینہ شہ کی یتیمہ

میرے چچا دریا پہ گئے تھے تشنہ لبوں کی دیکھ کے حالت
مشک چھدی دریا کے کنارے میرے چچا کی بن گئی تربت
تڑپا کیا حیدر کا قبیلہ میں ہوں سکینہ شہ کی یتیمہ

قیدِ ستم میں بالی سکینہ پڑھتی تھی یہ ہی نوحہ ہمیشہ
مدت ہوئی اوجھل ہو نظر سے چہرہ مجھے دکھلادو بابا
آنکھوں میں ہے بس چہرہ تمہارا میں ہوں سکینہ شہ کی یتیمہ

سنکے سکینہ کے نوحے کو قصرِ ستم میں لرزہ بپا تھا
طشتِ طلا میں بابا کا سر بیٹی کے لئے تحفہ میں ملا تھا
دیکھا جو سر بولی یہ حزینہ میں ہوں سکینہ شہ کی یتیمہ

بابا کا سر بیٹی کو ملا تو گریہ کناں زندانِ ستم تھا
غم سے کلیجہ پھٹ جائے گا سوچیں اگر ہم کیسا وہ غم تھا
بولی سکینہ بابا بابا میں ہوں سکینہ شہ کی یتیمہ

نوحہ رقم کچھ ایسے کیا ہے جس سے فلکؔ بھی رونے لگا ہے
قید ستم میں سوئی ہے دکھیا اہل حرم میں نوحہ بپا ہے
اب نہ سنا جائے گا یہ نالہ میں ہوں سکینہ شہ کی یتیمہ

میں ہوں سکینہ شہ کی یتیمہ
میں ہوں سکینہ شہ کی یتیمہ

محرم ۱۴۳۸ھ

☆☆☆

﴿میں سکینہ ہوں﴾

نوحہ

میں سکینہ ہوں زمانے والو! میں سکینہ ہوں زمانے والو!
میں سکینہ ہوں زمانے والو! میں سکینہ ہوں زمانے والو!

چشمِ غم دیدہ، مصائب کا سمندر میں ہوں مجھ کو پہچان لو شبیر کی دختر میں ہوں
میں سکینہ ہوں زمانے والو! میں سکینہ ہوں زمانے والو!

میں اگر چاہوں زمیں دوز لعیں ہوجائیں دشمنِ دیں، جہنم کے مکیں ہوجائیں
بیٹے شیطان کے، شیطاں کے قریں ہوجائیں جو بدل دیتا ہے تقدیر وہ اختر میں ہوں
مجھ کو پہچان لو شبیر کی دختر میں ہوں
میں سکینہ ہوں زمانے والو! میں سکینہ ہوں زمانے والو!

میں اگر چاہوں تو خیمہ ہی میں کوثر ابلے ہو اشارہ تو سماوات سے رحمت برسے
پھر بھی راضی ہوں میں خالق کی رضا کے آگے میں اکیلی ہوں مگر صبر کا لشکر میں ہوں
مجھ کو پہچان لو شبیر کی دختر میں ہوں
میں سکینہ ہوں زمانے والو! میں سکینہ ہوں زمانے والو!

میرا سن دیکھو، لعینوں کے طمانچے دیکھو ان طمانچوں سے ہیں رخسار بھی نیلے دیکھو
شمر نے چھین لئے کانوں سے بندے دیکھو رنج و غم، نالہ و فریاد کا پیکر میں ہوں
مجھ کو پہچان لو شبیر کی دختر میں ہوں
میں سکینہ ہوں زمانے والو! میں سکینہ ہوں زمانے والو!

واسطہ دیتی ہوں نانا کا ستاؤ نہ مجھے واسطہ خالق یکتا کا ستاؤ نہ مجھے
باغ فرزند پیمبر کا گل تر میں ہوں واسطہ فاطمہ زہرا کا ستاؤ نہ مجھے
مجھ کو پہچان لو شبیر کی دختر میں ہوں
میں سکینہ ہوں زمانے والو! میں سکینہ ہوں زمانے والو!

اب تو دشوار ہوا قیدِ الم میں جینا جس پہ میں رات کو سوتی تھی کہاں وہ سینہ
سانس بھی لینا جسے ہوگیا دوبھر میں ہوں میرے آلام کا مشکل ہے بہت تخمینہ
مجھ کو پہچان لو شبیر کی دختر میں ہوں
میں سکینہ ہوں زمانے والو! میں سکینہ ہوں زمانے والو!

میرے بیمار برادر کا بھی لوٹا بستر میری پھپھیوں کو لعینوں نے کیا بے چادر
جسنے خود آنکھوں سے دیکھا ہے یہ منظر میں ہوں میرے بابا کا بدن تیروں پہ سر نیزہ پر
مجھ کو پہچان لو شبیر کی دختر میں ہوں
میں سکینہ ہوں زمانے والو! میں سکینہ ہوں زمانے والو!

تازیانوں سے ہر اک گام ستایا ہے فلکؔ ہم کو اعدا نے سر عام پھرایا ہے فلکؔ
محو فریاد جو رہتی ہے وہ مضطر میں ہوں کچھ رحم نسل پیمبر پہ نہ کھایا ہے فلکؔ
مجھ کو پہچان لو شبیر کی دختر میں ہوں
میں سکینہ ہوں زمانے والو! میں سکینہ ہوں زمانے والو!
چشم غم دیدہ مصائب کا سمندر میں ہوں
مجھ کو پہچان لو شبیر کی دختر میں ہوں
میں سکینہ ہوں زمانے والو! میں سکینہ ہوں زمانے والو!

۲۰۱۶ء

☆☆☆

﴿شہدائے کربلا کا چہلم﴾

نوحہ

زینب نے سر کو پیٹ کے عابد سے یہ کہا ماتم کرو کہ آج ہے چہلم حسین کا
ماتم کرو کہ آج ہے چہلم حسین کا

اے روضۂ حسین کے زائر تمہیں سلام اے قبرِ شاہِ دیں کے مجاور تمہیں سلام
تم کو دعائیں دیتی ہیں جنت سے فاطمہ چہلم کیا حسین کا، جابر تمہیں سلام
ماتم کرو کہ آج ہے چہلم حسین کا

آنکھوں میں اشک لایئے پرسہ کے واسطے چالیس روز ہوگئے زہرا کا گھر لٹے
تر آنسوؤں سے کیجئے رومال سیدہ رومال لیکے فاطمہ آئی ہیں خلد سے
ماتم کرو کہ آج ہے چہلم حسین کا

زینب نے ننھی قبر کو دیکھا کہا اٹھو زنداں سے جب رہائی ملی آل پاک کو
یہ بین سن کے شام کا زنداں بھی رو پڑا بیٹی رہائی مل گئی سوئے وطن چلو
ماتم کرو کہ آج ہے چہلم حسین کا

زینب کا غیر حال مصائب سے ہوگیا کرب و بلا جو پہنچے اسیرانِ کربلا
بولیں معاف کردو مجھے بہرِ کبریا ناقہ سے خود کو فرشِ زمیں پر گرادیا
ماتم کرو کہ آج ہے چہلم حسین کا

بھیا سکینہ آپ کی زنداں میں رہ گئی ننھی سی جان کیسے ستم دل پہ سہہ گئی
خاموش ہوگئی وہ مگر ہم سے کہہ گئی غربت میں ہر غریب کا خالق ہے آسرا
ماتم کرو کہ آج ہے چہلم حسین کا

بھیا ہمیں پھرایا لعینوں نے در بدر بھیا ردائیں چھین کے کر ڈالا ننگے سر
بھیا سکینہ گرتی تھی ناقہ سے خاک پر وہ کونسا ستم ہے جو ہم پر نہیں ہوا
ماتم کرو کہ آج ہے چہلم حسین کا

دو بھر ہوئی ہے زندگی بھیا تمہارے بعد مونس نہیں ہے کوئی بھی بھیا تمہارے بعد
خیموں میں آگ لگ گئی بھیا تمہارے بعد عرشِ خدا بھی دیکھ کے لرزہ میں آ گیا
ماتم کرو کہ آج ہے چہلم حسین کا

غافرؔ تھا دلخراش وہ منظر لبِ فرات نوحہ کناں تھی زینبِ مضطر لبِ فرات
تڑپا بہت ہی غازی دلاور لبِ فرات اہلِ حرم میں سنتے ہی کہرام مچ گیا
ماتم کرو کہ آج ہے چہلم حسین کا

۱۷/۱۱ اکتوبر ۲۰۱۵ء

☆☆☆

﴿اهل حرم کی مدینہ واپسی﴾

نوحہ

مَدِیْنَةُ جَدِّنَا لَا تَقْبَلِیْنَا ☆ فَبِالْحَسَرَاتِ وَالْاَحْزَانِ جِئْنَا
روکے نانا سے نواسی نے کہا نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا
نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا

لٹ چکی دولتِ سرکارِ نجف چل دیئے قیدی مدینے کی طرف
دیکھ کر روضہ بصد رنج و تعب قلبِ زینب سے اٹھی آہ و بکا
نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا

جون اور حرِ دلاور نہ رہے نانا اب قاسم و اکبر نہ رہے
اپنے گہوارہ میں اصغر نہ رہے شاہ دیں دیتے تھے ھَلْ مِنْ کی صدا
نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا

عابس و ہانی و مسلم بھی گئے ہائے افسوس کہ قاسم بھی گئے
نانا رن میں بنی ہاشم بھی گئے پورا مقتل تھا شہیدوں سے سجا
نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا

صبحِ عاشور وہ اکبر کی اذاں ہائے لیلیٰ کی وہ فریاد و فغاں
کیسے بھولوں گی وہ پُردرد سماں نور شبیر کی آنکھوں کا گیا
نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا

نانا میں کرتی رہی آہ و فغاں زیرِ شمشیر تھے جب شاہِ زماں
ظلم سے پائی نہ سرور نے اماں کند خنجر سے گلا کاٹا گیا
نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا

دیکھی تیروں میں نہاں لاشِ حسن اور تیروں پہ تھا سرور کا بدن
کتنے غم دیکھے یہ دکھیاری بہن اب تو غم سہنے کا یارا نہ رہا
نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا

کیسے دفناتی برادر کو بہن ہوتی گر سر پہ ردا دیتی کفن
بخش دیجے مجھے رسولِ زمن گرم ریتی پہ جنازہ تھا پڑا
نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا

غم کی روداد سناؤں میں تمہیں! ہم پہ کیا بیتی بتاؤں میں تمہیں!
نیل کس طرح دکھاؤں میں تمہیں؟ ظلم نے چین سے سونے نہ دیا
نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا

نانا عاشور میں جب خیمے جلے اور دُرّے بھی سکینہ کے لگے
کوئی آیا نہیں نصرت کے لئے دشت میں لوٹی گئی میری ردا
نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا

کیسے تحریر ہو روتا ہے فلکؔ آنکھیں اشکوں سے بھگوتا ہے فلکؔ
مضمحل دل مرا ہوتا ہے فلکؔ سن کے زینب کی یہ پردرد صدا
نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا نانا اک دن میں بھرا گھر ہے لٹا

۲۸/ صفر ۱۴۳۸ھ ۲۸/نومبر ۲۰۱۶ء

☆☆☆

﴿یثرِب میں داخلہ﴾

نوحہ

کرب و بلا کے بن میں گھر بار لٹ چکا ہے
ناموسِ مصطفیٰ کا یثرِب میں داخلہ ہے

جس دم پڑیں نگاہیں نانا کے مقبرے پر
زینب سی صابرہ بھی روئی بلک بلک کر
نانا سلام لیجے اشکوں کی یہ صدا ہے
ناموسِ مصطفیٰ کا یثرِب میں داخلہ ہے

چھوڑا تھا جب مدینہ سب ساتھ تھے ہمارے
گم ہوگئے غبارِ کرب و بلا میں تارے
رہ رہ کے وہ نظارہ دل کو دکھا رہا ہے
ناموسِ مصطفیٰ کا یثرِب میں داخلہ ہے

نانا معاف کیجے زینب ہے غم ستائی
میں دشتِ نینوا میں کنبہ لٹا کے آئی
دشتِ بلا کے لب پر میرا ہی مرثیہ ہے
ناموسِ مصطفیٰ کا یثرِب میں داخلہ ہے

جون و حبیب و حر کو مسلم کو رن میں کھویا
تنہا حسین کتنے لاشوں پہ جا کے رویا
سرور کی بے بسی پر غمگین کربلا ہے
ناموسِ مصطفیٰ کا یثرِب میں داخلہ ہے

لیلیٰ کے دل کی حسرت ایڑی رگڑ رہی تھی
اصغر کی تشنگی سے حالت بگڑ رہی تھی
بے شیر کا تڑپنا آنکھوں میں بس گیا ہے
ناموسِ مصطفیٰ کا یثرِب میں داخلہ ہے

نانا مری سکینہ زنداں میں سو گئی ہے
بھائی کی وہ امانت زینب سے کھو گئی ہے
زندانِ شام میری بچی کا مقبرہ ہے
ناموسِ مصطفیٰ کا یثرِب میں داخلہ ہے

نانا تمہاری زینب بلوے میں سر برہنہ
آؤ تماشہ دیکھو باغی کا قافلہ ہے

ناوک سا چبھ رہا ہے ان ظالموں کا کہنا
ناموسِ مصطفیٰ کا یثرِب میں داخلہ ہے

نانا بیاں ہو کیسے دربار کا وہ منظر
کیسے بتائے زینب دل تھر تھرا رہا ہے

طشتِ طلا میں رکھا ظالم نے بھائی کا سر
ناموسِ مصطفیٰ کا یثرِب میں داخلہ ہے

نیزوں پہ وارثوں کے سر چڑھ چکے ہیں نانا
غیرت سے سر جھکائے بیمارِ کربلا ہے

بے پردہ پھرتے پھرتے ہم تھک گئے ہیں نانا
ناموسِ مصطفیٰ کا یثرِب میں داخلہ ہے

کوہِ الم کِیا ہے کچھ یوں رقم فلکؔ نے
قرآن سر کٹائے کربل میں سو رہا ہے

پرسہ نبی کو دے کر توڑا قلم فلکؔ نے
ناموسِ مصطفیٰ کا یثرِب میں داخلہ ہے

۲۶/ صفر ۱۴۳۸ھ ۲۶/ نومبر ۲۰۱۶ء

☆☆☆

﴿ہائے غریب...﴾

نوحہ

تمہاری آل پہ کیا کیا گزر گئی نانا   کتاب دین و شریعت بکھر گئی نانا
تمہاری آل پہ کیا کیا گزر گئی نانا
تمہاری آل پہ کیا کیا گزر گئی نانا

بتاؤں کیسے میں لیلیٰ کے دل کی حالت کو   وداع کیسے کیا آپ کی شباہت کو
کھڑے تھے ہاتھوں کو جوڑے ہوئے اجازت کو   گلے لگایا بڑے شوق سے شہادت کو
تمہاری آل پہ کیا کیا گزر گئی نانا
کتابِ دین و شریعت بکھر گئی نانا

بیان کیسے کروں نانا جان وہ منظر   گیا جو مشکِ سکینہ کو با وفا لے کر
نظر جمی تھی پیاسوں کی صرف غازی پر   عطش عطش کی صدائیں تھیں خشک ہونٹوں پر
تمہاری آل پہ کیا کیا گزر گئی نانا
کتابِ دین و شریعت بکھر گئی نانا

گھرا تھا نرغۂ اعدا میں شیر حیدر کا   مگر خیال تھا سرور کی پیاسی دختر کا
یہ امتحان بہت سخت تھا دلاور کا   مگر بدلتا وہ کیسے لکھا مقدّر کا
تمہاری آل پہ کیا کیا گزر گئی نانا
کتابِ دین و شریعت بکھر گئی نانا

جگر کو کیسے سنبھالے حسین کی خواہر   نظر کے سامنے مارا گیا جواں اکبر
چلا گیا مرا قاسم، بچھڑ گیا اصغر   کہاں ہیں عون و محمد کہاں گئے جعفر
تمہاری آل پہ کیا کیا گزرگئی نانا
کتابِ دین و شریعت بکھر گئی نانا

مرے غریب برادر نے مجھ سے فرمایا   بہن تمہارے حوالے ہے خانداں میرا
کہ جارہا ہے سوئے قتل تیرا ماںجایا   ستم کے بھالوں سے بچ کر میں آ نہیں سکتا
تمہاری آل پہ کیا کیا گزر گئی نانا
کتابِ دین و شریعت بکھر گئی نانا

لہو میں غرق مرا شیرخوار ہوئے گا   بہن وہ آج سے سینہ پہ میرے سوئے گا
یہ بوڑھا باپ جنازہ پہ اس کے روئے گا   اُسی کے خون سے چہرہ کو اپنے دھوئے گا
تمہاری آل پہ کیا کیا گزر گئی نانا
کتابِ دین و شریعت بکھر گئی نانا

چلا میں سوئے شہادت بہن خدا حافظ   ترے حوالہ ہے میرا چمن خدا حافظ
ہمارے بعد بندھے کی رسن خدا حافظ   جبیں پہ آنے نہ پائے شکن خدا حافظ
تمہاری آل پہ کیا کیا گزر گئی نانا
کتابِ دین و شریعت بکھر گئی نانا

بیان کیسے ہو کیا کیا ہوئے ستم اے فلکؔ   لہو کے اشک بہانے لگا قلم اے فلکؔ
مدینہ والے کھڑے تھے بچشمِ نم اے فلکؔ   دہاڑیں مار کے رونے لگا حرم اے فلکؔ

تمہاری آل پہ کیا کیا گزر گئی نانا
کتابِ دین و شریعت بکھر گئی نانا
تمہاری آل پہ کیا کیا گزر گئی نانا
تمہاری آل پہ کیا کیا گزر گئی نانا

۲۵/ جمادی الاوّل ۱۴۳۰ھ - ۲۰۰۹ء

☆☆☆

﴿مدینہ واپسی﴾

نوحہ

اک بہن آن کے یثرِب میں یہ کرتی ہے بکا تیری امت نے ہمیں لوٹ لیا اے نانا

ہر جگہ زینب مضطر نے زباں کھولی تھی امّ کلثوم کہیں بھی نہ مگر بولی تھی
دامن صبر چھُٹا قبر نبی پر یہ کہا
تیری امت نے ....

جو ستم ہم پہ ہوئے نانا بتاؤں کیسے نیل رسی کے میں شانوں پہ دکھاؤں کیسے
مجمعِ عام میں کس طرح اتاروں میں ردا
تیری امت نے ....

مار دی سینۂ اکبر پہ عدو نے برچھی مرگیا خاک پہ دم توڑ کے ہمشکلِ نبی
امّ لیلیٰ کا نہ ارمان نکلنے پایا
تیری امت نے ....

امّ فرویٰ کا یہ کہنا تھا مرے ابن حسن چاند سی لاؤں گی اک روز تمہاری میں دلہن
لاشِ قاسم ہوئی پامال سرِ دشتِ بلا
تیری امت نے ....

نانا بے شیر مجاہد کے لگا تیر ستم لیکے دریا پہ علمدار گیا مشک و علم
مشک بھی چھد گئی غازی بھی نہ واپس آیا
تیری امت نے ....

دونوں زینب کے پسر، سوگئے رن میں جاکر ہائے عبداللہ کا برباد ہوا سارا گھر
خود کو سمجھائے گی کس طرح بھلا یہ دکھیا
تیری امت نے ....

حیف بوسیدہ ردائیں بھی نہ چھوڑیں سر پر مارکر دُرّے ستمگر نے کیا ننگے سر
تم اگر ہوتے وہاں منھ کو کلیجہ آتا
تیری امت نے ....

خوں میں ڈوبا ہوا اصغر کا شلوکا لیجے پارہ پارہ یہ نواسہ کا عمامہ لیجے
آپ کے چاہنے والوں نے دیا ہے تحفہ
تیری امت نے ....

بالیاں بالی سکینہ کی دکھائیں غافرؔ لکڑیاں ننھے سے جھولے کی نکالیں غافرؔ
بے کسی دیکھ کے یثرب میں تھا محشر برپا
تیری امت نے ....

اک بہن آن کے یثرِب میں یہ کرتی ہے بکا تیری امت نے ہمیں لوٹ لیا اے نانا

۱۶/جمادی الاوّل ۱۴۲۵ھ۔ ۲۰۰۴ء

☆☆☆

﴿علی کی لاڈلی بیٹی﴾

نوحہ

فلکؔ مرقوم میں کیسے کروں غمگین وہ منظر
مدینہ میں جو پہنچا بیبیوں کا قافلہ لٹ کر
ہوا لبریز یوں پیمانۂ صبرِ دلِ مضطر
کئے یہ بین عبد اللہ سے زینب نے رو روکر
میں زینب ہوں علی کی لاڈلی بیٹی ہوں عبد اللہ

کئے یہ بین عبد اللہ سے زینب نے روروکر　　میں زینب ہوں علی کی لاڈلی بیٹی ہوں عبد اللہ

بڑھاپا اس قدر چھایا ہے مجھ پہ والی و وارث　　جہاں نے وہ ستم ڈھایا ہے مجھ پہ والی و وارث
غضب یہ ہے مجھے پہچان نہ پایا مرا شوہر　　میں زینب ہوں علی کی لاڈلی بیٹی ہوں عبد اللہ

حبیب وحر، زہیر و جون جیسے کھو دیئے ہم نے　　بکھر کر رہ گئے میدان میں تسبیح کے دانے
سرِ میدانِ کربل رہ گئے تنہا فقط سرور　　میں زینب ہوں علی کی لاڈلی بیٹی ہوں عبد اللہ

جسے نازوں سے میں نے پالا تھا آغوش میں اپنی　　ستم نے مار دی ہائے اسی کے سینہ میں برچھی
بہت تڑپا تھا درد وغم سے مقتل میں علی اکبر　　میں زینب ہوں علی کی لاڈلی بیٹی ہوں عبد اللہ

گیا میدان میں جس دم شہِ عالم کا مہ پارہ
جھلاتی تھی ربابِ خستہ تن بس خالی گہوارہ
نہ واپس آسکا میدان سے زندہ علی اصغر
میں زینب ہوں علی کی لاڈلی بیٹی ہوں عبد اللہ

خطا کو بخش دیجے زینبِ مضطر کی عبداللہ!
بچا پائی نہ میں عون و محمد کو بھی عبداللہ!
پلٹ کر آئے ناں مقتل سے میرے قیمتی گوہر
میں زینب ہوں علی کی لاڈلی بیٹی ہوں عبد اللہ

نہیں میں خودغرض جو اپنے بچوں کو بچا لیتی
علی اکبر کو خوش ہوکر اجازت جنگ کی دیتی
میں کیا کہتی اگر محشر میں مجھ سے پوچھتیں مادر
میں زینب ہوں علی کی لاڈلی بیٹی ہوں عبد اللہ

فدا ماموں پہ کرکے بھانجوں کو آئی ہے زینب
نہ پوچھو کس قدر غم دیدہ و غم کھائی ہے زینب
مری آنکھوں نے دیکھا ہے اجڑتا باغ پیغمبر
میں زینب ہوں علی کی لاڈلی بیٹی ہوں عبد اللہ

مرے عباس کی غیرت سے غیرت بھی ہے شرمندہ
نہ پانی لاسکا تو خود بھی خیموں میں نہیں آیا
علم عباس کا رن سے اٹھاکر لائے تھے سرور
میں زینب ہوں علی کی لاڈلی بیٹی ہوں عبد اللہ

لعینوں نے رسن بستہ پھرایا ہے دیاروں میں
تماشہ دیکھنے والوں کا مجمع تھا قطاروں میں
گوارا کس طرح میں نے کیا غمناک یہ منظر
میں زینب ہوں علی کی لاڈلی بیٹی ہوں عبد اللہ

فلکؔ جس وقت رودادِ الم تحریر کرتا تھا
یہاں پہنچا تو خود میرا قلم آنسو بہاتا تھا
نہیں دیکھا گیا عباس سے زینب کو بے چادر
میں زینب ہوں علی کی لاڈلی بیٹی ہوں عبد اللہ

۱۵/ربیع الاوّل ۱۴۳۴ھ - ۲۰۱۳ء

☆☆☆

﴿ہائے رسولِ خدا﴾

نوحہ

آئی فلک سے صدا ہائے رسول خدا
ہائے رسولِ خدا ہائے رسولِ خدا

ظلم یہ کیسا ہوا عرش کو لرزا دیا
ہوگیا محشر بپا ہائے رسول خدا
ہائے رسولِ خدا ہائے رسولِ خدا

بنتِ رسولِ خدا ہوگئی ہائے یتیم
کیسے جئے فاطمہ ہائے رسولِ خدا
ہائے رسولِ خدا ہائے رسولِ خدا

غم سے برا حال ہے حیدرِ کرار کا
لب پہ یہی ہے بکا ہائے رسولِ خدا
ہائے رسولِ خدا ہائے رسولِ خدا

سارا مدینہ بنا سوگ میں ماتم کدہ
روئے سبھی انبیا ہائے رسولِ خدا
ہائے رسولِ خدا ہائے رسولِ خدا

کیسے فلکؔ میں لکھوں ننھے نواسوں کا حال
دیتے تھے بس یہ صدا ہائے رسولِ خدا
ہائے رسولِ خدا ہائے رسولِ خدا

آئی فلک سے صدا ہائے رسولِ خدا
ہائے رسولِ خدا ہائے رسولِ خدا

۲۸/صفر ۱۴۴۲ھ / ۱۶/۱/اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

☆☆☆

﴿شہیدِ کوفہ: علی علیہ السلام﴾

نوحہ

مومنو! حیدرِ صفدر نے شہادت پائی
آج دامادِ پیمبر نے شہادت پائی

ابن ملجم نے کیا وار علی کے سر پر چل گئی سجدہ میں تلوار علی کے سر پر
زینت مسجد و منبر نے شہادت پائی
مومنو! حیدرِ صفدر نے شہادت پائی

عرش پہ گونجا یہ جبریل امیں کا نالہ منہدم ہوگئے ارکانِ ہدایت واللہ
ہائے احمد کے برادر نے شہادت پائی
مومنو! حیدرِ صفدر نے شہادت پائی

بال بکھرائے پیمبر بھی جناں سے آئے غمزدہ سارے نمازی ہوئے ہائے ہائے
لشکرِ صبر کے رہبر نے شہادت پائی
مومنو! حیدرِ صفدر نے شہادت پائی

آج کوفہ کے فقیروں کی اُمیدیں ٹوٹیں آج بیواؤں یتیموں کی اُمیدیں ٹوٹیں
بحر غربت کے شناور نے شہادت پائی
مومنو! حیدرِ صفدر نے شہادت پائی

ہائے بالوں میں بھرے خاکِ یتیمی بچے اشک آنکھوں میں لئے بولے یہی فضہ سے
بے سہاروں کے مقدر نے شہادت پائی
مومنو! حیدرِ صفدر نے شہادت پائی

کیوں نہ حسنین کی غربت پہ فلکؔ خوں روئے کیوں نہ کلثوم کی حالت پہ فلکؔ خوں روئے
والدِ زینب مضطر نے شہادت پائی
مومنو! حیدرِ صفدر نے شہادت پائی
آج دامادِ پیمبر نے شہادت پائی
مومنو! حیدرِ صفدر نے شہادت پائی

رمضان ۱۴۳۸ھ

☆☆☆

﴿اَنَا یَتِیم﴾

نوحہ شہادت مولا علی علیہ السلام

شِیعَتُکَ بَعدَکَ حَیدَرُ! یَتِیمُ..... اَلحَیَاءُ مِنکَ وَ مِنکَ النَّسِیمُ.....

اَنَا یَتِیمُنْ اَنَا یَتِیمُنْ بِفَقدِکَ حَیدَرُ! اَنَا فَقِیرُنْ اَنَا فَقِیرُنْ لِدَارِکَ حَیدَرُ!

یتیم شیعہ فراقِ حیدر سے ہوگئے فقیر شیعہ دیارِ حیدر کے ہوگئے

اَنَا یَتِیمُنْ اَنَا یَتِیمُنْ بِفَقدِکَ حَیدَرُ! اَنَا فَقِیرُنْ اَنَا فَقِیرُنْ لِدَارِکَ حَیدَرُ!

علی علی یا علی علی علی علی یا علی علی

یتیم شیعہ فراقِ حیدر سے ہوگئے فقیر شیعہ دیارِ حیدر کے ہوگئے

نماز شب کو ادا کیا ہے چلے ہیں مسجد کی سمت مولا

عبا سے لپٹی ہوئی بطلیں ہیں زباں پہ ان کی یہی ہے نوحہ

خدارا مسجد نہ جائیں مولا خدارا مسجد نہ جائیں آقا

خیال کیسے رکھے گا کوئی ہمارا ہم کو بتادو حیدر

اَنَا یَتِیمُنْ اَنَا یَتِیمُنْ بِفَقدِکَ حَیدَرُ! اَنَا فَقِیرُنْ اَنَا فَقِیرُنْ لِدَارِکَ حَیدَرُ!

علی علی یا علی علی علی علی یا علی علی

یتیم شیعہ فراقِ حیدر سے ہوگئے فقیر شیعہ دیارِ حیدر کے ہوگئے

کہا علی نے سنو اے بیٹا خیال رکھنا ہمیشہ انکا

کسی کو بھوکا و پیاسا رکھنا ہمارے گھر کا نہیں ہے شیوہ

جہاں پہ پانی پہ بندشیں ہوں اسی کو سمجھو ستم کا خیمہ
ہماری سیرت نہ بھول جانا عدو کے لب بھی کر دیتے ہیں تر
اَنَـا یَتِیْـمُـنْ اَنَـا یَتِیْـمُـنْ بِـفَـقْـدِکَ حَیْدَرْ! اَنَـا فَـقِیْـرُنْ اَنَـا فَـقِیْـرُنْ لِدَارِکَ حَیْدَرْ!
علی علی یا علی علی علی علی یا علی علی
یتیم شیعہ فراقِ حیدر سے ہوگئے فقیر شیعہ دیارِ حیدر کے ہوگئے

خدا کا جبکہ حقیقی بندہ خدا کے گھر میں ہوا تھا داخل
جگایا ٹھوکر سے پہلے اس کو جو سو رہا تھا وہاں پہ قاتل
کہا کہ اٹھ جا، نماز پڑھ لے خدا کے بندوں میں ہو جا شامل
اذان کہکر بلا رہا تھا خدا کی جانب ہمارا رہبر
اَنَـا یَتِیْـمُـنْ اَنَـا یَتِیْـمُـنْ بِـفَـقْـدِکَ حَیْدَرْ! اَنَـا فَـقِیْـرُنْ اَنَـا فَـقِیْـرُنْ لِدَارِکَ حَیْدَرْ!
علی علی یا علی علی علی علی یا علی علی
یتیم شیعہ فراقِ حیدر سے ہوگئے فقیر شیعہ دیارِ حیدر کے ہوگئے

تمام کردو غم و الم کی، مصیبتوں کی کتاب غافرؔ
غمِ علی میں کلیجے شیعوں کے ہو رہے ہیں کباب غافرؔ
کریں تحمل علی کے غم کو نہیں دلوں میں وہ تاب غافرؔ
ہیں خاک بالوں میں ڈالے سرور گریباں پھاڑے ہوئے ہیں شبر
اَنَـا یَتِیْـمُـنْ اَنَـا یَتِیْـمُـنْ بِـفَـقْـدِکَ حَیْدَرْ! اَنَـا فَـقِیْـرُنْ اَنَـا فَـقِیْـرُنْ لِدَارِکَ حَیْدَرْ!
علی علی یا علی علی علی علی یا علی علی
یتیم شیعہ فراقِ حیدر سے ہوگئے فقیر شیعہ دیارِ حیدر کے ہوگئے

سنہ ۲۰۱۶ء

☆☆☆

﴿اٹھارہ سال کی ضعیفہ﴾

نوحہ

بعدِ نبی محال ہے جینا بتول کا   تحریر کس طرح سے ہو صدمہ بتول کا

سورج نے اس مقام پہ آنکھیں ہی موند لیں   حکمِ خدا سے چلتی ہوائیں بھی رک گئیں
جس جا پہ گر گیا تھا پسینہ بتول کا   بعدِ نبی محال ہے جینا بتول کا

پہلو پہ در بتول کے جلتا ہوا گرا   محسن شہید ماں کے شکم میں ہی ہوگیا
زخموں سے چور چور ہے سینہ بتول کا   بعدِ نبی محال ہے جینا بتول کا

فضہ خدا کا واسطہ میری مدد کرو   بچے کو میرے ظلم و ستم سے نجات دو
آنے لگا ہے منھ کو کلیجہ بتول کا   بعدِ نبی محال ہے جینا بتول کا

بکھرائے بال تکتی ہیں جنگل کو فاطمہ   خود آ کے صاف کرتی ہیں مقتل کو فاطمہ
کربل میں کھو گیا ہے نگینہ بتول کا   بعدِ نبی محال ہے جینا بتول کا

بابا تمہارے بعد پڑیں وہ مصیبتیں   دن پر اگر وہ پڑتیں بدل جاتا رات میں
قبر رسول پر تھا یہ نوحہ بتول کا   بعدِ نبی محال ہے جینا بتول کا

اٹھارہ سال کی ہے ابھی بنتِ مصطفےٰ — سر پر سفیدی چھائی ہے ہاتھوں میں ہے عصا
دوبھر ہوا ہے راستہ چلنا بتول کا — بعدِ نبی محال ہے جینا بتول کا

برما رہی ہیں قلب کو ان کی وصیتیں — غسل وکفن ہو میرا اندھیروں کے سائے میں
کتنا فلکؔ مقام ہے پردہ بتول کا — بعدِ نبی محال ہے جینا بتول کا

۲۹؍فروری ۲۰۱۶ء

☆☆☆

﴿نبی کی یاد﴾

مصائب فاطمہ سلام اللہ علیہا

نبی کی یاد میں پڑھتی تھیں مرثیہ زہرا
تمہارے بعد اکیلی ہے فاطمہ زہرا

سنو کہ آئی وہ صُبَّتْ عَلَیَّ کی آواز — نبی کے بعد مظالم کا ہو گیا آغاز
کریں گی کیسے مصائب کا سامنا زہرا — نبی کی یاد میں پڑھتی تھیں مرثیہ زہرا
نبی کی یاد میں پڑھتی تھیں مرثیہ زہرا
تمہارے بعد اکیلی ہے فاطمہ زہرا

گھری ہجومِ مصائب میں زوجۂ حیدر — بھرا ہے درد و الم سے علی کا سارا گھر
پکڑ کے پسلیاں ہے محوِ التجا زہرا — نبی کی یاد میں پڑھتی تھیں مرثیہ زہرا
نبی کی یاد میں پڑھتی تھیں مرثیہ زہرا
تمہارے بعد اکیلی ہے فاطمہ زہرا

دیا ہے کیسے رسولِ انام کا پرسہ — درِ بتول سے شعلے اٹھے ہیں واویلا
فقط رسول پہ کرتی رہیں بکا زہرا — نبی کی یاد میں پڑھتی تھیں مرثیہ زہرا
نبی کی یاد میں پڑھتی تھیں مرثیہ زہرا
تمہارے بعد اکیلی ہے فاطمہ زہرا

شہید ہوگئے محسن شکم میں زہرا کے   تڑپ کے روئی ہے سینہ میں میخ در آ کے
پکاریں "فِـضَّـہ! خُـذِیْـنِـیْ" بصد بکا زہرا   نبی کی یاد میں پڑھتی تھیں مرثیہ زہرا
نبی کی یاد میں پڑھتی تھیں مرثیہ زہرا
تمہارے بعد اکیلی ہے فاطمہ زہرا

گلے میں فاتحِ خیبر کے ریسمانِ ستم   ہجومِ یاس میں ہائے گھرے علی کے حرم
بنی ہیں پھر بھی ولایت کا آسرا زہرا   نبی کی یاد میں پڑھتی تھیں مرثیہ زہرا
نبی کی یاد میں پڑھتی تھیں مرثیہ زہرا
تمہارے بعد اکیلی ہے فاطمہ زہرا

کھڑی ہوئی ہے پیمبر کی لاڈلی بیٹی   حیا کو کیا ہوا مسند نشیں صحابہ کی
فدک کے واسطے لائی ہیں "بَیِّـنَـہْ" زہرا   نبی کی یاد میں پڑھتی تھیں مرثیہ زہرا
نبی کی یاد میں پڑھتی تھیں مرثیہ زہرا
تمہارے بعد اکیلی ہے فاطمہ زہرا

بچشم اشک یہ بولے بتول سے حیدر   نبی سے میری شکایت نہ کیُجِیَوْ جا کر
میں کر سکا نہ تمہارا معالجہ، زہرا   نبی کی یاد میں پڑھتی تھیں مرثیہ زہرا
نبی کی یاد میں پڑھتی تھیں مرثیہ زہرا
تمہارے بعد اکیلی ہے فاطمہ زہرا

علی کی چیخ کو سن کر فلکؔ بھی روتا تھا   ملائکہ میں بھی زہرا کا سوگ ہوتا تھا
یتیم ہو گئے حسنین آہ یا زہرا   نبی کی یاد میں پڑھتی تھیں مرثیہ زہرا
نبی کی یاد میں پڑھتی تھیں مرثیہ زہرا
تمہارے بعد اکیلی ہے فاطمہ زہرا

۳/ جمادی الثانی ۱۴۳۸ھ   ۲/ مارچ ۲۰۱۷ء

☆☆☆

﴿مصائب فاطمہ، بزبان زینب﴾

نوحہ

نَـــاحِـلَةَ الُـجِسُمُ یعنی... نحیف و ناتواں ماں میری
جواں ہے لیکن آ گئی پیری مضطرب ہے بہت شہزادی

بَـــاكِیَةَ الُـعَیـنُ یعنی... رنج و غم چشمِ نم میں ہائے
غموں کے ہر طرف ہیں سائے کوئی امداد کے لئے آئے

مُنُهَدِةَ الرُّكنُ یعنی... تمام تمہاری سکت ہوئی مادر
کس نے تم کو کیا دکھی مادر ہائے سیلی تمہیں لگی مادر

مَـعُـصِبَةَ الـرَّاسُ یعنی... سر پہ بندھی ہے پٹی اماں
چہرہ پہ چھائی زردی اماں ہے خالق کی دہائی اماں

اتنے ستم اٹھائے ہیں . . . پڑے ہیں آپ کے چہرہ پہ نیل
ہوئی ہیں آپ تو بے حد علیل شفا دے آپ کو ربِ جلیل

ہائے فلکؔ پر گریہ ہے . . . کریں نہ کیسے فغاں روکر
ہوئی یتیمہ علی کی دختر گئی جہاں سے نبی کی دختر

ہائے اماں جاں ہائے اماں جاں ہائے اماں جاں ہائے اماں جاں

۲۴؍ ربیع الاول ۱۴۴۰ھ یکشنبہ

☆☆☆

﴿ہائے... فاطمہ...!!﴾

نوحہ

نوحہ گر ہیں زمین و زماں فاطمہ تم کو روتا ہے سارا جہاں فاطمہ

زلف بکھرائے مرقد سے آئے نبی اشک آنکھوں میں بھرکر کھڑے ہیں علی
رو رہی ہیں تری بیٹیاں فاطمہ
نوحہ گر ہیں زمین و زماں فاطمہ

آئے حسنین جس وقت مسجد سے گھر جب نہ مادر کو پایا تو بولے پسر
بولو امّی ذرا، ہیں کہاں فاطمہ
نوحہ گر ہیں زمین و زماں فاطمہ

شاہزادوں سے بولی یہ امّی تبھی کھانا کھالیجے ماں آرہی ہیں ابھی
بولے کھائیں گے جب ہوں یہاں فاطمہ
نوحہ گر ہیں زمین و زماں فاطمہ

ضبط ہو نہ سکا اشک برسا دیئے بولی بچوں سے، بن ماں کے تم ہوگئے
کر گئیں سونا سارا مکاں فاطمہ
نوحہ گر ہیں زمین و زماں فاطمہ

دہنِ اسمٰی سے جب یہ مصائب سنے ننھے ننھے سروں سے عمامے گرے
بین کرنے لگے ہائے ماں فاطمہ
نوحہ گر ہیں زمین و زماں فاطمہ

غسل دیتے ہوئے روئے جس دم علی جب سبب پوچھا گریہ کا بولے یہی
لے گئی ہائے زخمِ نہاں فاطمہ
نوحہ گر ہیں زمین و زماں فاطمہ

وقتِ رخصت نہ جب ماں سے سرور ملے ٹوٹے بندِ کفن ہاتھ باہر ہوئے
بولی آ گود میں میری جاں!، فاطمہ
نوحہ گر ہیں زمین و زماں فاطمہ

جب ملا بیٹا ماں سے، تھا محشر بپا پہنچی اس دم فلکؔ پر صدائے بکا
کیوں نہ محشر ہو گزری جواں فاطمہ
نوحہ گر ہیں زمین و زماں فاطمہ
تم کو روتا ہے سارا جہاں فاطمہ نوحہ گر ہیں زمین و زماں فاطمہ

۳/رجب ۱۴۲۵ھ

☆☆☆

﴿ہائے... مولا حسن...!!﴾

نوحہ

مولا حسن کو زہرِ ہلاہل پلا دیا
مولا حسن کو زہرِ ہلاہل پلا دیا

ہائے ستم یہ کیسا لعینوں نے ڈھا دیا
مولا حسن کو زہرِ ہلاہل پلا دیا

ٹکڑے جگر کے، منھ سے نکلتے ہیں ہائے ہائے
ظالم نے فاطمہ کا کلیجہ ہلا دیا
مولا حسن کو زہرِ ہلاہل پلا دیا

محشر بپا ہے آلِ رسولِ انام میں
تیروں سے ظالموں نے جنازہ سجا دیا
مولا حسن کو زہرِ ہلاہل پلا دیا

کیا شان ہے جنازۂ سبطِ رسول کی
تیروں نے اِس جنازہ کو دولھا بنا دیا
مولا حسن کو زہرِ ہلاہل پلا دیا

تاریخ نے یہ خون سے لکھی ہے داستاں
ظلمت نے نورِ حق کی کرن کو بجھا دیا
مولا حسن کو زہرِ ہلاہل پلا دیا

اس کرب سے فلکؔ نے بھی آنسو بہائے ہیں
امت نے یہ رسول کو کیسا صلہ دیا
مولا حسن کو زہرِ ہلاہل پلا دیا

ہائے ستم یہ کیسا لعینوں نے ڈھا دیا
مولا حسن کو زہرِ ہلاہل پلا دیا

۲۸؍صفر ۱۴۴۲ھ / ۱۶؍اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز جمعہ

☆☆☆

﴿ہائے جعفرِ صادق﴾

نوحہ

ہائے جعفر صادق ہائے جعفر صادق
ہائے جعفر صادق ہائے جعفر صادق

اے کل کے مددگار ہے نزع کی یلغار
جعفر کی مدد کو آجایئے سرکار
ہائے جعفر صادق ہائے جعفر صادق

ویراں ہے مدینہ دشوار ہے جینا
انگشترِ حق کا ٹوٹا ہے نگینہ
ہائے جعفر صادق ہائے جعفر صادق

گریاں ہیں پیمبر زہرا ہوئی مضطر
غم چھا گیا ہر سو مارے گئے جعفر
ہائے جعفر صادق ہائے جعفر صادق

کہرام ہے گھر میں نالے ہیں سحر میں
غمگین ہیں کاظم دوریِ پدر میں
ہائے جعفر صادق ہائے جعفر صادق

خورشیدِ امامت کرنے لگا ہجرت
چھایا ہے اندھیرا برپا ہے قیامت
ہائے جعفر صادق ہائے جعفر صادق

کربل کے سخن تھے تم اپنے وطن تھے
شہ، دشتِ بلا میں بے گور و کفن تھے
ہائے جعفر صادق ہائے جعفر صادق

اللہ رے قیامت ناموسِ رسالت
بازار میں جانا غازی کی وہ غیرت
ہائے جعفر صادق ہائے جعفر صادق

نوحہ ہے فلکؔ پر خوں روتا ہے انبر
مرجھائی ہیں کلیاں باقر کے گل تر
ہائے جعفر صادق ہائے جعفر صادق
ہائے جعفر صادق ہائے جعفر صادق

۸؍شوال ۱۴۳۸ھ

☆☆☆

﴿اداسی﴾

نوحہ شہادتِ امام صادق علیہ السلام

غمگیں بقیع ہے تو مدینہ اداس ہے
جعفر کے غم میں گنبدِ خضرا اداس ہے

کاظم کے سر پہ خاکِ یتیمی پڑی ہوئی
گویا ہیں کائنات کی سانسیں رکی ہوئی
اپنی لحد میں فاطمہ زہرا اداس ہے
جعفر کے غم میں گنبدِ خضرا اداس ہے

لرزی زمیں اٹھی جو صدا شور و شین کی
فریاد پھر سنائی پڑی یاحسین کی
رنج و الم سے عرشِ معلیٰ اداس ہے
جعفر کے غم میں گنبدِ خضرا اداس ہے

شوال کے مہینے میں ایسا ستم ہوا
دہلیزِ نورِ علم پہ تالا نظر پڑا
دنیائے علم و فن کا خزانہ اداس ہے
جعفر کے غم میں گنبدِ خضرا اداس ہے

یثرب کی ہر گلی میں بپا شور و شین ہے
جعفر کا حزن، حزنِ شہِ مشرقین ہے
گویا کہ کربلا کا جزیرہ اداس ہے
جعفر کے غم میں گنبدِ خضرا اداس ہے

باقر کی روحِ پاک کو کیونکر سکوں ملے
جب دل کے تار تار کی حالت زبوں ملے
بیٹے کے غم میں باپ کی دنیا اداس ہے
جعفر کے غم میں گنبدِ خضرا اداس ہے

کیونکر فلکؔ مصائبِ جعفر کرے رقم　　قرطاسِ غم کی گود میں رونے لگا قلم

نباضِ کائنات کا چہرہ اداس ہے　　جعفر کے غم میں گنبدِ خضرا اداس ہے

غمگیں بقیع ہے تو مدینہ اداس ہے
جعفر کے غم میں گنبدِ خضرا اداس ہے

۲۵؍جولائی ۲۰۱۶ء

☆☆☆

﴿آہ جنت البقیع﴾

نوحہ

نوحہ کناں ہے آلِ پیمبر بقیع میں
بکھرا پڑا ہے سورۂ کوثر بقیع میں

دنیا یہ تنگ ہوگئی آلِ رسول پر — خاروں کی بارشیں ہیں نبوت کے پھول پر
گویا ہے غربتوں کا سمندر بقیع میں — نوحہ کناں ہے آلِ پیمبر بقیع میں

کیسا ستم یہ ڈھایا ہے آلِ سعود نے — مسمار روضہ کردیا قومِ یہود نے
چھایا ہوا ہے خوفِ ستمگر بقیع میں — نوحہ کناں ہے آلِ پیمبر بقیع میں

شوال کی وہ آٹھویں تاریخ الاماں — رو رو کے اہل عرش بھی لیتے تھے سسکیاں
اشکوں کا بہہ رہا تھا سمندر بقیع میں — نوحہ کناں ہے آلِ پیمبر بقیع میں

وہ چلچلاتی دھوپ وہ تپتی ہوئی زمیں — افسوس کا مقام ہے سایہ کوئی نہیں
کمھلا رہا ہے گلشن حیدر بقیع میں — نوحہ کناں ہے آلِ پیمبر بقیع میں

اِس غم میں آج گنبد خضرا اداس ہے — غمگین کربلا ہے مدینہ اداس ہے
محوِ بکا ہیں فاتحِ خیبر بقیع میں — نوحہ کناں ہے آلِ پیمبر بقیع میں

پروردگار! چاہنے والوں کی ہے دعا　　جاکر وہاں منائیں محرم حسین کا
فرشِ عزا بچھائیں مکرر بقیع میں　　نوحہ کناں ہے آلِ پیمبر بقیع میں

ہم کو معاف کیجئے اے بنتِ مصطفیٰ　　شرمندہ ہیں کہ ہم سے بقیؑع نہ بچ سکا
ہو حکم تو شہید ہوں جاکر بقیع میں　　نوحہ کناں ہے آلِ پیمبر بقیع میں

محشر بپا ہے روک دو اپنا قلم فلکؔ　　آنسو لہو کے روتے ہیں اہل حرم فلکؔ
کربل سے آگئے ہیں بہتر بقیع میں　　نوحہ کناں ہے آلِ پیمبر بقیع میں

بکھرا پڑا ہے سورۂ کوثر بقیع میں
نوحہ کناں ہے آلِ پیمبر بقیع میں

۸؍شوال ۱۴۳۸ھ　۳؍جولائی ۲۰۱۷ء

☆☆☆

﴿ہائے جنت البقیع﴾

نوحہ

ہائے جنت البقیع ہائے جنت البقیع
ہائے جنت البقیع ہائے جنت البقیع

ظالم سعودیوں نے تجھے منہدم کیا ہائے جنت البقیع ہائے جنت البقیع

بھولیں گے کیسے آٹھویں شوّال ہم کبھی اِس روز قبر فاطمہ بے سائباں ہوئی
ظالم نے آج گنبد جنت گرا دیا ہائے جنت البقیع ہائے جنت البقیع

سر پیٹنے کا وقت ہے ماتم کا ہے مقام آنسو لہو کے رونے لگا وقت کا امام
بکھری پڑی ہے خاک پہ تسبیح فاطمہ ہائے جنت البقیع ہائے جنت البقیع

جس میں حسن کی، عابد مضطر کی قبر تھی باقر کی قبر تھی، جہاں جعفر کی قبر تھی
زہرا کے اس مزار کو ظالم نے ڈھا دیا ہائے جنت البقیع ہائے جنت البقیع

اس کوہِ درد وغم سے پیمبر ہیں سوگوار رودادِ ظلم دیکھ کے حیدر ہیں غمگسار
مظلومیت پہ اشک بہاتی ہے کربلا ہائے جنت البقیع ہائے جنت البقیع

آفت کا وقت ہے یہ مصیبت کا روز ہے آلِ رسول پر یہ قیامت کا روز ہے
فرشِ عزا بچھائے ہیں جنت میں انبیا ہائے جنت البقیع ہائے جنت البقیع

امت نے کیسا وعدہ نبھایا ہے ہائے ہائے
مرقد میں بھی نبی کو رلایا ہے ہائے ہائے
افسوس کیسے اجر رسالت دیا گیا
ہائے جنت البقیع ہائے جنت البقیع

یہ عترتِ رسولؐ سے کیسی تھی دشمنی
چشمِ ستم میں چبھنے لگی خاکِ قبر بھی
زیرِ لحد بھی چین سے سونے نہیں دیا
ہائے جنت البقیع ہائے جنت البقیع

رودادِ غم جہاں کو سناتے رہو فلکؔ
غربت پہ ان کی اشک بہاتے رہو فلکؔ
اشکوں کے ساتھ نوحہ یہ پڑھتے رہو سدا
ہائے جنت البقیع ہائے جنت البقیع

ہائے جنت البقیع ہائے جنت البقیع
ہائے جنت البقیع ہائے جنت البقیع

۸؍شوال ۱۴۳۸ھ ۳؍جولائی ۲۰۱۷ء

☆☆☆

﴿غریب سامراء﴾

نوحہ

ہائے حسن عسکری ہائے حسن عسکری ظلم یہ کیسا ہوا...ہائے حسن عسکری
عرش کو لرزا دیا... ہائے حسن عسکری ہائے حسن عسکری ہائے حسن عسکری

آپ کو زہرِ دغا ایسے پلایا گیا روئے امام رضا ہائے حسن عسکری
ہائے حسن عسکری ہائے حسن عسکری

آج کا یہ روز بھی کم نہیں عاشور سے گریاں ہوئیں فاطمہ ہائے حسن عسکری
ہائے حسن عسکری ہائے حسن عسکری

خاک سروں میں بھرو آؤ یہ کہتے چلو ہائے رسول خدا ہائے حسن عسکری
ہائے حسن عسکری ہائے حسن عسکری

آج امامِ زماں ہوگئے ہائے یتیم روئیں نہ کیوں انبیا ہائے حسن عسکری
ہائے حسن عسکری ہائے حسن عسکری

ہوگیا محشر بپا روک دو خامہ فلکؔ کیسا یہ نوحہ لکھا ہائے حسن عسکری
ہائے حسن عسکری ہائے حسن عسکری

۱۵/ربیع الاوّل ۱۴۳۴ھ - ۲۰۱۳ء

☆☆☆

﴿مادرِ اُمِّ اَبِیھَا کا جنازہ﴾

نوحہ

جنازہ اٹھ رہا ہے مادرِ امِّ ابیہا کا جنازہ اٹھ رہا ہے مادرِ امِّ ابیہا کا
عزاداروں کی آنکھوں میں بھرا ہے غم خدیجہ کا جنازہ لیکے کاندھوں پر چلے ہیں امِ زہرا کا
جنازہ اٹھ رہا ہے مادرِ امِّ ابیہا کا
ٹپک کر آنکھ سے آنسو نے یوں رودادِ غم لکھی کلیجہ آ گیا ہے منھ کو احساسِ تمنا کا
جنازہ اٹھ رہا ہے مادرِ امِّ ابیہا کا
نہ کیونکر اشک کی برسات ہو چشمِ پیمبر سے غمِ ہجراں مقدر بن گیا حضرت کی دنیا کا
جنازہ اٹھ رہا ہے مادرِ امِّ ابیہا کا
نبی بھی ہیں برہنہ پا برہنہ سر جنازے میں تصور میں اسی سے آ گیا رتبہ خدیجہ کا
جنازہ اٹھ رہا ہے مادرِ امِّ ابیہا کا
بلکتی رہ گئی ہے ہے فلکؔ! معصوم سی بچی جنازہ اٹھ رہا ہے مادرِ امِّ ابیہا کا
جنازہ اٹھ رہا ہے مادرِ امِّ ابیہا کا
عزاداروں کی آنکھوں میں بھرا ہے غم خدیجہ کا

جون ۲۰۱۶ء

☆☆☆

﴿انجمن گلزار ھاشمی﴾

صدا

گلزارِ ہاشمی ہے یہ گلزارِ ہاشمی
اشکوں کی لیکے آئے ہیں سوغات ماتمی
گلزارِ ہاشمی ہے یہ گلزارِ ہاشمی
گلزارِ ہاشمی ہے یہ گلزارِ ہاشمی

ہم پرسہ دینے آئے ہیں شہزادی فاطمہ!
تاراج گھر جو آپکا کربل میں ہوگیا
کر لیجئے قبول ہمارا یہ مرثیہ
سن لیجے اپنے غافرؔ و شاہد کی التجا
گلزارِ ہاشمی ہے یہ گلزارِ ہاشمی
گلزارِ ہاشمی ہے یہ گلزارِ ہاشمی

۲۰۱۶ء

یہ نوحہ انجمن گلزار ہاشمی ممبئی کے صاحب بیاض محترم ''شاہد'' کو دیا

☆☆☆

حصّۂ سلام

﴿فلک کی گدائی﴾

سلام

ہمارا کوئی سہارا نہیں سوائے علی
اسی لئے تو مصیبت میں یاد آئے علی

حدودِ فکر میں آیا خیال مدح و ثنا
قلم نے کرلیا سجدہ پئے ثنائے علی

پہن رکھا ہے قلادہ انہی کی طاعت کا
ہمارے سر کا عمامہ ہے خاکپائے علی

میں سوچتا ہوں غلامی کا حق ادا کردوں
ہزار جانِ گرامی کنم فدائے علی

سمجھ میں آنے لگی دو کمان کی دوری
علی برائے من است و منم برائے علی

جدھر بھی دیکھا ادھر ہی علی نظر آئے
دل و دماغ میں کچھ اس طرح سمائے علی

زمیں سے عرشِ علا تک علی علی ہے فقط
یہاں پہ سوئے، وہاں پر صدا سنائے علی

تپش سے حشر کی بچنا محال تھا لیکن
بچا کے لے گئی پھر بھی مجھے ولائے علی

یہاں کے ذرے ستاروں سے ہمکلام ہوئے
مدینہ ہو کہ نجف یا کہ کربلائے علی

جلائے جا چکے خیمے کوئی بھی اپنا نہیں
یہی وہ وقت تھا زینب کو یاد آئے علی

مدد کے واسطے آجاؤ تاجدارِ نجف
تمہاری لاڈلی بیٹی تمہیں بلائے علی

درِ علی پہ گدائی کی صف جو آئی نظر
فلکؔ بھی فرش پر آکر بنا گدائے علی

۲۲/رمضان ۱۴۴۱ھ ۱۶/مئی ۲۰۲۰ء بروز شنبہ

☆☆☆

﴿کربلائی فلک﴾

سلام

ایسے حر آیا کیا شاہ ہدیٰ کے سامنے
عبدِ عاصی جیسے جاتا ہو خدا کے سامنے

ناز کرلے جس قدر کرنا ہو اے جونِ حبش
نور پھیکے پڑگئے تیری ضیا کے سامنے

روضۂ شبیر ہے عباس کے یوں روبرو
جیسے کعبہ روضۂ خیر الوریٰ کے سامنے

موت ان پر آ پڑے یا موت پر یہ جا پڑیں
یہ نمازِ عشق ہے ہوگی قضا کے سامنے

اے عزادارو! کرو حقِّ عزاداری ادا
سرخرو ہونا ہے ہم کو فاطمہ کے سامنے

کیسے پروانے ہیں یہ شمعِ امامت کے قریب
ہیں شبِ تاریک میں شاہِ ہدیٰ کے سامنے

بر سرِ کرب و بلا سردارِ جنت دفن ہے
خلد ہے دامن پسارے کربلا کے سامنے

شاہ نے ٹوٹا ہوا نیزہ دیا ہے ہاتھ میں
کس میں جرأت ہے جو آئے باوفا کے سامنے

ام لیلیٰ بال بکھراکر دعا کرتی رہو
موت بھی آتی نہیں ماں کی دعا کے سامنے

مسکرانا اصغرِ ناداں کا دیتا ہے ثبوت
جھک نہیں سکتے کبھی بھی حرملہ کے سامنے

شمر کے دستِ نحس میں کاش میں جاتا نہیں
بین نیزے کے تھے زینب کی ردا کے سامنے

تان کر سینے کھڑے ہیں کربلا والے فلکؔ
ڈر انہیں بالکل نہیں لگتا قضا کے سامنے

۱۲؍صفر ۱۴۴۲ھ/۳۰؍ستمبر ۲۰۲۰ء چہارشنبہ

☆☆☆

﴿جنت کا ٹکڑا﴾

سلام

اشک کی صورت میں زخموں کا مداوا مل گیا
اس بہانہ ہم کو جینے کا سلیقہ مل گیا

بالیقیں جنت کی آسائش سے ہوگا مستفیض
آلِ بوطالب کا جس کو بھی سہارا مل گیا

ہوگیا کشتیِ اہلبیت میں جو بھی سوار
جلد اس کو کربلا نامی جزیرہ مل گیا

رات بھر دوڑا کیا حر دوزخ و جنت کے بیچ
صبح ہوتے ہی شریعت کا اجالا مل گیا

بن گئی جنت کا ٹکڑا کربلا کی سرزمیں
شہ ملے جس کو اسے جنت کا رستہ مل گیا

اے حبیب ابنِ مظاہر! ہو مبارک آپ کو
دوستیِ شاہِ والا کا سلیقہ مل گیا

مرضیِ رب شہ نے حاصل کی ہے حیدر کی طرح
یوں لقب ان کو بھی نفسِ مطمئنّہ مل گیا

خوش ہوئے اتنے کہ نم ہونے لگی چشمِ حسین
صورتِ اکبر پیمبر کا سراپا مل گیا

جب ہویدا ضعف، دینِ حق کے سینہ میں ہوا
شاہ کے کڑیل جواں اکبر کا سینہ مل گیا

یادِ اصغر میں یہ کہتی تھی ربابِ خستہ تن
قبر کی صورت، مرے بچہ کو جھولا مل گیا

سر برہنہ دربدر پھرتی شریعت حشر تک
وہ تو کہیئے راہ میں زینب کا پردہ مل گیا

اے فلکؔ وہ تھا فضیلت کا فلک، اس واسطے
اونچا رکھنے کے لئے نیزہ کا زینہ مل گیا

۲۱/صفر ۱۴۴۲ھ - ۹/اکتوبر ۲۰۲۰ھ بروز جمعہ

☆☆☆

﴿صبرِ سجّاد علیہ السلام﴾

سلام

مکتبِ دینِ پیمبر کی بقا سجادؑ سے
ہر مریضِ لادوا پائے شفا سجادؑ سے

صبر نے پایا ہے ایسا مرتبہ سجادؑ سے
ہر قدم پر لے رہا ہے مشورہ سجادؑ سے

جب پئے مدحت اٹھاتا ہوں میں قرطاس و قلم
مدح کے الفاظ ہوتے ہیں عطا سجادؑ سے

خالقِ ارض و سما توفیق وہ کردے عطا
منسلک نسلیں رہیں میری سدا سجادؑ سے

شام کی راہوں کے کانٹے ہو رہے ہیں سرخرو
مل گیا ان کو بھی اندازِ وغا سجادؑ سے

آج بھی ان کا صحیفہ کہہ رہا ہے دم بہ دم
اہلِ دنیا سیکھ لیں طرزِ دعا سجادؑ سے

کربلا کے بعد کچھ ایسے گزاری زندگی
مستقل زینب نے پایا حوصلہ سجادؑ سے

اس لئے پیروں سے لپٹی رو رہی ہیں بیڑیاں
کیونکہ انکو مل گیا درسِ وفا سجادؑ سے

راہ کے کانٹوں کی ہم پوری کریں گے آرزو
رو کے کہتا تھا یہی ہر آبلہ سجادؑ سے

صبرِ ایوبی فلکؔ پر رہ گیا حیرت زدہ
صبر کی دنیا نے پائی ہے جلا سجادؑ سے

۲۴/رمضان ۱۴۴۱ھ ۱۸/مئی ۲۰۲۰ء دوشنبہ

☆☆☆

﴿وفائے عبّاس علیہ السلام﴾

سلام

مسلکِ توحید رب کا آئینہ عباس ہے
کشتیِ مہر و وفا کا ناخدا عباس ہے

وہ علی جس نے کسی سے کچھ نہیں مانگا کبھی
اسکے لب پر جو سجی ہے وہ دعا عباس ہے

آنکھ کی جنبش سے فوجِ شام بھی تھرّا گئی
رعب و ہیبت میں علیِ مرتضٰی عباس ہے

چھوڑ دو میدان کو گر جان کہ پرواہ ہو
حیدری انداز میں محوِ وغا عباس ہے

کہہ دیا تاریخ نے اِس کو بنی ہاشم کا چاند
کل جہاں کے واسطے بدرالدُّجیٰ عباس ہے

فوجِ باطل میں جو دم ہو آنکھ بھرکر دیکھ لے
ساحلِ دریا پہ تشنہ لب کھڑا عباس ہے

غیر ممکن ہے وفاداری میں اس جیسی مثال
بس یہ کافی ہے سکینہ کا چچا عباس ہے

زندگی بھر بھائی کو آقا کا رتبہ ہی دیا
جو بنا فخرِ وفا وہ با وفا عباس ہے

زینب و کلثوم کے کیا کیا مصائب ہوں رقم
دونوں بہنوں کا مکمل مرثیہ عباس ہے

بے وفائی کے مریضوں کو فلکؔ دیدو پیام
اِس مرض کے واسطے دارُ الشِّفا عباس ہے

۲۷/رمضان ۱۴۴۱ھ ۲۱/مئی ۲۰۲۰ء پنجشنبہ

☆☆☆

﴿غربتِ زینب سلام اللہ علیہا﴾

سلام

مرضیِ خالقِ یکتا کی کرن ہے زینبؑ
ہے زباں تیری، شریعت کا دہن ہے زینبؑ

اہلِ کوفہ یہ سمجھتے تھے علی آ پہنچے
تیری ہر بات ہی حیدر کا سخن ہے زینبؑ

تم نہ ہوتیں تو عزادار کہاں سے ہوتے
تم سے آباد شہ دیں کا چمن ہے زینبؑ

چادریں چھیننے والے یہ بھلا بیٹھے تھے
ظلم کے سامنے زہرا کا چلن ہے زینبؑ

وقت کی بات ہے شانوں میں بندھی ہے رسّی
ورنہ عباس سے بھائی کی بہن ہے زینبؑ

تیری غربت پہ فلکؔ نے بھی کیا ہے گریہ
تذکرہ تیرا بصد رنج و محن ہے زینب

۱۷/صفر۱۴۴۲ھ/۵/اکتوبر ۲۰۲۰ء دوشنبہ

☆☆☆

﴿شورِ ماتم﴾

سلام

گونجی ماتم کی صدا جب بھی عزاداروں میں — خلد سے آگئیں خود فاطمہ غم خواروں میں

ہاتھ کٹوا کے بھی پرچم کو اٹھانے والا — کر گیا حوصلہ بیدار علمداروں میں

آئے ہیں ماتمِ شبیر بپا کرنے کو — فاطمہ ہم بھی ہیں سرور کے عزاداروں میں

سجدۂ شہ سے سبق ہم کو یہی ملتا ہے — عابد ایسا ہو کہ سجدے کرے تلواروں میں

لشکرِ ظلم لرزتا تھا فقط سن سن کر — ہائے کیا غیظ تھا زنجیر کی جھنکاروں میں

طوق و زنجیر یہی کہہ کے بکا کرتے تھے — ایسا قیدی کوئی دیکھا نہیں بیماروں میں

ہو جو بیمار، چلے آؤ یہاں بہرِ شفا — شورِ ماتم ہے بپا شہ کے عزاداروں میں

پوتے کو ساقیِ کوثر کے، پلادیں پانی — شرم اتنی بھی نہ تھی ہائے ستمگاروں میں

خون روتا تھا سرِ شاہِ ہدیٰ نیزہ پر — جب نظر آئی بہن شام کے بازاروں میں

بخش دے صدقۂ سرور میں فلکؔ کو بھی خدا — تا کہ محشور نہ ہو تیرے گنہگاروں میں

سنہ ۲۰۰۱ء

☆☆☆

﴿خون بھرا سجدہ﴾

سلام: شہادت امام علی علیہ السلام

انوکھا رکھ دیا خالق نے یہ معیار سجدے میں
بلندی پر ملا وہ جو جھکا ہر بار سجدے میں

شقی ابنِ شقی کی تیغ اس عالم میں اٹھی تھی
علی، معبود سے کرتے تھے جب گفتار سجدے میں

لہو میں تر عمامہ دیکھ کر حسنین کہتے تھے
ہے پیغامِ یتیمی، مظہرِ اسرار سجدے میں

عبادت کا حقیقی حسن حاصل ہوگیا مجھ کو
قسم کھاکر یہ بولے حیدرِ کرار سجدے میں

یہی "فُزْتُ وَ رَبِّ کَعْبَہ" کی تشریح ہوتی ہے
زہے قسمت، لگی ہے فرق پر تلوار سجدے میں

یتیمی کی صدا زینب کے کانوں سے جو ٹکرائی
لگا ایسا، قیامت آگئی سو بار سجدے میں

لہو محراب سے ابلا، مصلّی بھی ہے خوں سے تر
بنِ ملجم نے حیدر پر کیا ہے وار سجدے میں

فلکؔ لرزا، زمیں کانپی، صدا جبریل کی گونجی
ہوئے ہیں آج ارکانِ ہدیٰ مسمار سجدے میں

۱۹؍رمضان المبارک ۱۴۳۷ھ-۲۴؍جون ۲۰۱۶ء

☆☆☆

﴿فرشِ عزا﴾

سلام

خونِ ایثار و وفا کی روشنی فرشِ عزا — روح کو دیتا ہے ہر دم تازگی فرشِ عزا
تیرے گھر بھی فاطمہ زہرا کے آئیں گے قدم — صدق دل سے گر بچھائے گا کبھی فرشِ عزا
قصرِ قاتل میں بچھائیں زینبِ علیا مقام — ذہنِ خوابیدہ کی خاطر آگہی فرشِ عزا
یہ بھی ہے اسرارِ معراجِ پیمبر میں سے ایک — عرش پر جاکر بچھائیں گے نبی فرشِ عزا
سرخیِ خونِ حسینی کہہ رہی ہے آج بھی — قلبِ پژمردہ کو دے گا تازگی فرشِ عزا
کس طرح دامن پساریں، یہ سلیقہ چاہئے — اپنے کیا، غیروں کو دے گا زندگی فرشِ عزا
دم بریدہ طعنۂ ابتر کے حامی ہوگئے — بچھ رہا ہے اب بھی گھر گھر کوثری فرشِ عزا
گودیاں خالی ہوئیں جن ماؤں کی عاشور میں — یاد میں ان کی بچھاتے ہیں سبھی فرشِ عزا
گر حسینی ہو نمازیں بھی عزا کے ساتھ ہوں — کہہ رہا ہے مومنوں سے آج بھی فرشِ عزا
ارض سے تا بہ فلکؔ تنویر، دیتی ہے ثبوت — امنِ عالم کے لئے ہے روشنی فرشِ عزا

۳۰؍نومبر ۲۰۱۶ء

☆☆☆

﴿ماتم دار تک﴾

سلام

طائر تفکیر پہنچادے مجھے اس دار تک
جو رسن پہنچی گلوئے میثمِ تمار تک

شمع پر قربان پروانوں کا جذبہ دیکھئے
حر ہے حیراں! کیسے پہنچے سید ابرار تک

عندلیبِ گلشنِ اسلام کی سن کر اذاں
کربلا میں آئے ہونگے احمد مختار تک

یوسف کنعاں کا سر تعظیم میں جھکنے لگا
پہنچی اکبر کی کرن جب مصر کے بازار تک

کردیا دیں کا چمن اپنے لہو سے سرخرو
فکر کیسے پہنچے شہ کے جذبۂ ایثار تک

مرضی معبود کی خاطر خموشی چھائی تھی
ظلم میں جرأت کہاں تھی پہنچے وہ بیمار تک

قید کرکے ہتھکڑی بیڑی میں، مت خوشحال ہو
بالیقیں اک روز پہنچے گی خبر مختار تک

خوابِ بے تعبیر کی دنیا سے نکلو شیخ جی!
دیکھ نہ پاؤگے جنت کے در و دیوار تک

نور ہے حُبِّ علی، اور نار ہے بغض علی
دشمنی حیدر کی لے جائے گی تم کو نار تک

مل گیا ہے اے فلکؔ "مَـاتَ شَہِیۡدًا" سے ثبوت
موت آ سکتی نہیں ہے شہ کے ماتمدار تک

۲۳/جنوری ۲۰۱۶ء

☆☆☆

﴿حسین ہے میرا﴾

سلام

نبوتوں کا خلاصہ حسین ہے میرا
زمیں پہ عرشِ معلیٰ حسین ہے میرا

اسی لئے تو شریعت کو ناز ہے اس پر
شہادتوں کا قبیلہ حسین ہے میرا

حُسَیْنُ مِنِّیْ کا مطلب یہی ملا ہم کو
کیا نبی نے اشارہ حسین ہے میرا

عزائے شاہِ ھدیٰ ہو مگر نماز کے ساتھ
یہی تو کہتا ہے سجدہ حسین ہے میرا

دیا ہے طول جو سجدہ کو اس کا مطلب ہے
عبادتوں کا سراپا حسین ہے میرا

پلا کے حر کے رسالہ کو آب، سمجھایا
تمام دنیا سے اعلیٰ حسین ہے میرا

حبیب کوفہ سے آئے صدا یہ دیتے ہوئے
عدو کے بیچ اکیلا حسین ہے میرا

لعین! قتل سے پہلے، لبوں کو تر کر دے
کئی دنوں سے پیاسا حسین ہے میرا

سلالے گود میں اپنی، زمینِ کرب و بلا!
بہت سی راتوں کا جاگا حسین ہے میرا

فلک سے خون کی بارش، بتا رہی ہے فلکؔ
غم و الم سے تڑپتا حسین ہے میرا

۲۴؍ محرم ۱۴۴۱ھ

☆☆☆

﴿سجدۂ فلک﴾

سلام

یوں فلکؔ کرتا ہے سجدہ کربلا کی خاک پر
گلشنِ زہرا ہے بکھرا کربلا کی خاک پر

صبرِ ایوبی یہ کہہ کر ہو گیا سجدہ کناں
کاروانِ صبر اترا کربلا کی خاک پر

کشتیاں پانی پہ چلتی ہیں سدا کی ریت ہے
ہے ہدایت کا سفینہ کربلا کی خاک پر

قلبِ زینب آہ بھر کر سسکیاں لینے لگا
نام سن کر کربلا کا کربلا کی خاک پر

شہ سے زینب نے کہا مانجائے لگتا ہے مجھے
بے ردا ہوگی یہ دکھیا کربلا کی خاک پر

روز عاشورہ کی گرمی کس طرح مرقوم ہو
دانہ بھن جاتا جو گرتا کربلا کی خاک پر

سوزشِ قلبِ جنابِ فاطمہ مت پوچھئے
کل چمن اجڑا ہے ان کا کربلا کی خاک پر

یوں شبِ عاشور لیلیٰ لال کو تکتی رہی
صبح کو یہ لال ہوگا کربلا کی خاک پر

ہے کہیں اصغر کہیں قاسم کہیں اکبر کی لاش
موجزن ہے خوں کا دریا کربلا کی خاک پر

خون کے آنسو فلکؔ کی آنکھ سے گرنے لگے
جب گرا زہرا کا جایا کربلا کی خاک پر

۸/محرم ۱۴۳۸ھ۔۱۰/۱۱ کتوبر ۲۰۱۶ء

☆☆☆

حصّۂ قطعات

﴿انتظارِ محرّم﴾

غمِ وصالِ محرم دلِ دیار میں ہے
سکوں کی سانس بھی اب قید اضطرار میں ہے
فلکؔ نشینوں کے پہلو میں بیٹھنے کے لئے
ہمارا قلب محرم کے انتظار میں ہے

ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ

☆☆☆

﴿شامِ کربلا﴾

عام کر دیجے جہاں بھر میں پیام کربلا
رہنما انسانیت کا ہے نظام کربلا
ہر دل مومن سے یہ آواز آتی ہے فلکؔ
ہو مقدر میں ہمارے صبح و شام کربلا

محرم ۱۴۴۲ھ

☆☆☆

﴿مجلسِ عزا﴾

ترڑپ رہا ہے مرا قلب کربلا کے لئے
کہ جیسے ماہیِ بے آب علقمہ کے لئے
فلکؔ سے سارے فرشتے اتر کے آئے ہیں
ہمارے گھر میں بپا مجلسِ عزا کے لئے

محرم ۱۴۴۱ھ

☆☆☆

﴿صدائے غیبی﴾

تمام دنیا کا نعرہ حسین میرا ہے
ہر ایک دل نے پکارا حسین میرا ہے
فلکؔ سے ہاتفِ غیبی کی آرہی ہے صدا
شریعتوں کا سہارا حسین میرا ہے

محرم ۱۴۴۱ھ

☆☆☆

﴿نامِ اصغر﴾

دوستو! لیتے رہو ہر دم علی اصغر کا نام
زخم کی خاطر ہوا مرہم علی اصغر کا نام
اے فلکؔ گریہ کناں تیر و کماں ہوتے رہے
یاد آتا تھا انہیں پیہم علی اصغر کا نام

محرم ۱۴۴۱ھ

☆☆☆

﴿عَلَم﴾

جس کسی پر ہوگیا جب بھی کرم عباس کا
اس کے دل پر چھا گیا جاہ و حشم عباس کا
میرا دروازہ فلکؔ سے روبرو ہونے لگا
میں نے اپنے گھر سجایا ہے علم عباس کا

محرم ۱۴۴۱ھ

☆☆☆

﴿فلک کی پسند﴾

سکون دیتی ہیں زہرا کے چین کی باتیں
یہی ہیں فاتحِ بدر و حنین کی باتیں
ہمارے سامنے غیروں کا تذکرہ نہ کرو
فلکؔ پسند ہیں ہم کو حسین کی باتیں

محرم ۱۴۴۱ھ

☆☆☆

﴿عزاخانہ﴾

فلکؔ ہم نے گھروں میں یوں عزاخانے بنائے ہیں
گنہگاروں کے گھر پر بھی علی و فاطمہ آئیں
شہیدِ کربلا کے ساتھ انصارِ حسینی بھی
حسن کو ساتھ میں لیکر محمد مصطفیٰ آئیں

محرم ۱۴۴۱ھ

☆☆☆

﴿رشکِ فلک﴾

عباس کے علم کو اٹھایا ہے اس لئے
تاکہ ملیں جہاں میں ہمیں سربلندیاں
رشکِ فلک ہماری بھی تقدیر ہو فلکؔ
بن جائیں گر خدا کی شریعت کے ہمزباں

محرم ۱۴۴۱ھ

☆☆☆

﴿تعظیمِ فلک﴾

کس طرح سمجھے گا کوئی مرتبہ سجاد کا
ہے پہاڑوں سے بھی محکم حوصلہ سجاد کا
صبرِ ایوبی فلکؔ تعظیم کو جھکنے لگا
جانے کس منزل پہ ہے صبر و رضا سجاد کا

محرم ۱۴۴۱ھ

☆☆☆

﴿شکریہ سجادؑ!﴾

اے فلکؔ دیں کا آسرا سجادؑ
راہِ حقا کا آئینہ سجادؑ
وہ ستم آپنے سہے مولا
دین کہتا ہے شکریہ سجادؑ

محرم ۱۴۴۱ھ

☆☆☆

﴿شریعت کا بھرم﴾

کربلا کے بعد جب پکڑا قلم سجادؑ نے
داستانِ صبر، کی خوں سے رقم سجادؑ نے
تشنہ لب کوفہ کے کانٹوں کو دیا اپنا لہو
اے فلکؔ رکھا شریعت کا بھرم سجادؑ نے

محرم ۱۴۴۱ھ

☆☆☆

﴿تاریخِ صبر﴾

سایہ افگن ہے دعائے فاطمہ سجاد پر
ناز کرتے ہیں شہیدِ کربلا سجاد پر
صرف یہ لکھ کر فلکؔ اپنے قلم کو توڑ دو
صبر کی تاریخ کا ہے خاتمہ سجاد پر

محرم ۱۴۴۱ھ

☆☆☆

﴿یا سجاد!﴾

مقصدِ شاہ کی بقا سجاد
تم سے باقی ہے کربلا سجاد
اے فلکؔ دیں پہ جب بھی وقت پڑا
گڑگڑا کر کہا ہے یا سجاد

محرم ۱۴۴۱ھ

☆☆☆

﴿شبیہِ رسول﴾

گلِ ریاضِ علی و بتول ہے اکبر
جہانِ حسن کا، کامل اصول ہے اکبر
اسی لئے تو فلکؔ جانِ اہلبیت ہے یہ
قسم خدا کی شبیہِ رسول ہے اکبر

محرم ۱۴۴۱ھ

☆☆☆

﴿بارگاہِ رضا﴾

وہ شخص ہی پہنچتا ہے ربِ علا کے پاس
پہنچا عقیدتوں سے جو مشکل کشا کے پاس
جب بھی فلکؔ کا رنج و الم نے کیا حصار
پہنچا تبھی میں دل سے امام رضاؑ کے پاس

محرم ۱۴۴۱ھ

☆☆☆

﴿امام رضا﴾

دل و دماغ پہ حاکم ہے یوں مقامِ رضا
پڑھا ہے میں نے بہت غور سے نظامِ رضا
علی نے ڈوبتے سورج کو روشنی بخشی
فلکؔ کی بگڑی بنا دیتے ہیں امامِ رضا

محرم ۱۴۴۱ھ

☆☆☆

﴿معراجِ صبرِ سجّاد﴾

اے فلکؔ دنیا کو حیراں کر رہا ہے آج بھی
کربلا سے شام تک علم و ہنر سجاد کا
جبرئیلِ فکر کے پر جل رہے ہیں سوچ کر
صبر کی معراج سے آگے سفر سجاد کا

شعبان ۱۴۴۲ھ

☆☆☆

﴿شمعِ کربلا﴾

جلا ہے ظلم کے طوفاں میں کربلا کا چراغ
ہوا ہو لاکھ نہ بجھ پائے گا عزا کا چراغ
فلکؔ حسین نے خیمہ کی شمع گل کردی
جلایا چاہنے والوں نے جب وفا کا چراغ

۲/ محرم ۱۴۴۲ھ

☆☆☆

﴿قلبِ فلک﴾

چراغِ خیمہ بجھاکر حسین بیکس نے
دِیے لہو کے جلائے ہیں جستجو کے لئے
حسین قلب فلکؔ میں بھی ہو چکے ہیں مکیں
میں بھر لوں آنکھ میں پانی ذرا وضو کے لئے

۱۳/ شعبان ۱۴۴۲ھ

☆☆☆

Baustan e Falak

Baab e Gham

(Nauha, Salam, Qat'aat)

Hujjatul Islam Maulana

Syed Ghafir Rizvi Falak Chhaulsi

Publisher: S.i.F. Delhi